اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد ۔۔۔ ۳۱
شمارہ ۔۔۔ ۱۱
ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
اگست ۱۹۹۶ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بیاد
حضرۃ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ
مدیر :- عبدالقیوم حقانی

مدیر اعلیٰ
حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ناظم - شفیق فاروقی

ایگزیکٹو ایڈیٹر
حافظ راشد الحق سمیع

فون ۔ ۶۳۰۳۴۰ ۔ ۰۵۲۲۱

اس شمارے کے مضامین

پاکستان میں سالانہ ۱۲۰/- روپے فی پرچہ ۱۲/- روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۱۶/- پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۲۰/- پونڈ

سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

نقش آغاز

14 اگست جشن آزادی یا شیون بربادی؟

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو ہیں

جب سے مملکت خداداد پاکستان ایک طویل اور تاریخی جدوجہد کے بعد معرض وجود میں آئی ہے۔ ہر سال 14 اگست کوملک میں یوم آزادی پورے تزک و احتشام اور مکمل حشر سامانیوں کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ سرکاری ذرائع ابلاغ ریڈیو ٹی وی اخبارات اور میڈیا پر اس کی مکمل تشہیر کی جاتی ہے۔ اور گویا یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم نے ہفت خواں سر کئے ہیں۔ اور وہ وعدے پورے کر چکے ہیں۔ جن کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا تھا۔ اور گویا گذشتہ سال کی بہ نسبت ہماری معاشی اور اقتصادی ترقی اتنی فیصد زیادہ ہوگئی ہے۔ اور ملک دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے کامیابی و کامرانی اور اصلاح و فلاح کے منازل بڑی تیزی سے طے کر رہا ہے لیکن حقیقتہ تصویر کا دوسرا رخ انتہائی بھیانک ہے۔ اور اصلی صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ ابھی پاکستان نے ربع یا پون صدی کا سفر بھی پورا نہیں کیا تھا۔ کہ ملک دولخت ہوگیا۔ اور باقی ماندہ پاکستان مختلف طالع آزماؤں اور نااہل سیاست دانوں کے لئے تختہ مشق ستم بنا رہا۔ دیگر اقوام و ملل کے مقابلہ میں ہم رجعت قہقری اور ترقی معکوس (Rewers Gear) کرتے رہے۔ آج اگر ہم ان اقوام سے موازنہ کریں۔ جو کہ ہمارے ساتھ یا ہم سے ایک دو سال قبل یا بعد آزاد ہوئے ہیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ دشمن اسرائیل کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جاپان انڈیا اور چین کے حالات ہمارے دیدۂ عبرت وا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ایک غیور و باہمت اور حساس قوم یہ کبھی برداشت نہیں کرسکتی۔ کہ وہ اپنے معاون سے کسی شعبہ زندگی میں کمتر ہوں۔ ان حالات میں کیا ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو آزاد کہیں۔ جبکہ پوری قوم اور پورا ملک امریکہ کی گروی اور آئی ایم ایف کا مقروض ہے۔

آج ان انچاس سالوں میں ان ضمیر فروش بدبخت و بدباطن بد اطوار اور بدکردار حکمرانوں کی وجہ سے ہم ذلت و رسوائی اور پستی کے اوج ثریا پر پہنچ گئے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اب جبکہ ہم زیرو پوائنٹ پر کھڑے ہیں۔ تو ایسی روح فرسا اور اندوہناک صورتحال میں کیا ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم جشن منائیں۔ حالانکہ ملکی اور ملی حالت اس جاں بلب مریض کی سی ہے۔ جس کو انتہائی نگہداشت اور فوری دوا دارو کی ضرورت ہے اور لوگ اس کی بجائے اس کے اس کے سرھانے بینڈ باجے اور خوشیاں مناتے رہیں۔

27 رمضان المبارک پر جبکہ سن ہجری کے حساب سے پاکستان کے پچاس سال مکمل ہوتے ہیں ہم نے الحق کے صفحات پر جو معروضات پیش کئے تھے حکمرانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے اور موجودہ حالات و واقعات کے تناظر اور ضرورت کے پیش نظر ہم اسے دوبارہ نذر قارئین کر رہے ہیں۔ کیونکہ

؎ من قاش فروشِ دل صد پارۂ خویشم

"مملکت خداداد پاکستان جن امیدوں ' آرزوؤں ' تمناؤں اور پر فریب وعدوں کے پس منظر میں قائم ہوئی تھی اس سے ہر کوئی واقف ہے کہ اس کے لئے کلمہ کو استعمال کیا گیا یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یہ وہ جذباتی نعرہ ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کا عقیدہ منسلک ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اس نعرے پر لبیک کہتے ہوئے اسے پاکستان کے حصول کے لئے اساس بنایا گو کہ وہ لوگ جو کہ اپنی بصیرت کی بناء ایک علیحدہ وطن کے فلسفہ سے اختلاف رکھتے تھے مگر۔ اس نعرہ اور لا الہ الا اللہ کے سامنے مسلمانان برصغیر پروانہ وار جمع ہوئے اور انہوں نے صرف اسی خاطر عظیم الشان قربانیاں دیں کہ اس نئے ملک میں اسلامی قانون ' نظام خلافت راشدہ اور قرآنی دستور حیات کا بول بالا ہوگا۔ بہرحال یہ ایک طویل داستان ہے اور اس کے لئے تحریک پاکستان اور تحریک استخلاص وطن کے متعلق مواد کا مطالعہ ضروری ہے مگر بدقسمتی سے جب اس طویل جدوجہد کے بعد پاکستان بنا اور مسلمانان برصغیر نے آگ اور خون کا دریا عبور کیا اور ان کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا کہ ان کی قربانیاں رنگ لائیں گی اب تو یہ لوگ اپنی جہاد کی بر آوری پر سرشار تھے کہ ہم لیلائے مقصود سے بغلگیر ہوں گے مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

پاکستان بن گیا مگر نہ اس کا نظام خلافت راشدہ کے موافق نہ اس کا قانون قانون اسلام سے ہم آہنگ نہ اس کا دستور قرآنی دستور حیات بلکہ جو ملک مقدس کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس نعرہ کے اٹھانے والے اپنی بات سے مکر گئے اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ پاکستان کا مطلب کیا یہ چند جذباتی چھو کروں کا نعرہ تھا ورنہ ہم تو مسلمانوں کے لئے ایک ایسی مملکت بنانا چاہتے تھے جہاں وہ

معاشی اور اقتصادی طور پر آزاد ہوں اناللہ وانا الیہ راجعون

ہم ازل سے سنتے آئے تھے بہت تعریف پر
آکے جب دنیا میں دیکھا تو یہاں کچھ بھی نہیں

یہاں پر وقتاً فوقتاً نااہل ' ناخدا اشناس پروردہ مغرب اور طالع آزما سیاستدان سریر آرائے مسند حکومت رہے اور انہوں نے ملی تشخص اور دینی حمیت کا جنازہ اٹھایا یہاں تک کہ تیس سال بعد ملک دولخت ہوا اور اسلامی تاریخ کا بد ترین واقعہ پیش آیا کہ پاکستان کا ایک بازو کٹ گیا اور ایک لاکھ کے قریب مسلمانوں کی فوج ہزیمت کا تمغہ سجا کر ہندو سورماؤں کی جیلوں میں چلی گئی ۔ مسلمانان پاکستان کو یہ روز بد بھی دیکھنا تھا یہ ان شہیدوں ' سرفروشوں اور جاں سپاروں کے خون سے غداری کا صلہ ہے جو اس قوم نے ان کے ساتھ کیا چاہئے تو یہ تھا کہ اس عظیم حادثہ کے بعد اس قوم کی چشم غیرت و عبرت وا ہوتی اور وہ اس سے سبق حاصل کرتے کہ یہ ایک تازیانہ ہے۔ اب بھی سمجھنے کا وقت ہے ورنہ پھر

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

لیکن جس قوم کا مزاج اور خمیر ہی فاسد ہو چکا ہے اس کے لئے ہزار ہا تازیانہ ہائے عبرت بھی بے سود ہیں۔ اب جبکہ ہماری مملکت کی عمر نصف صدی تک بیت چکی ہے ہمیں بجائے اس کے کہ جشن منائیں ' رقص و سرود کی محفلیں سجائیں اور لہو و لعب کے سامان آراستہ کریں ' زندہ قوموں کی طرح اپنا احتساب اور محاسبہ کرنا چاہئے کہ اس طویل عرصہ میں ہم کہاں کھڑے ہیں ؟

اب کس مقام پر ہوں کہاں سے چلا تھا میں

ہم نے کیا پایا ' کیا کھویا ' کیا کہا اور کیا کیا ملک و ملت کی حقیقی فلاح کے لئے اس عرصہ میں ہم کن راہوں پر گامزن ہوئے اور قوم و ملک کی تشکیل و تعمیر ہم نے کن خطوط اور بنیادوں پر اٹھائی کیا اس عرصہ دراز میں ہم نے اپنا مقصد آزادی اپنا منشور اور نصب العین حاصل کیا ہے اور کیا ہم حضرت اقبال کے توقعات پر پورے اترے ہیں۔ اور کیا مملکت پاکستان کا موجودہ نقشہ ' آپ کی خواب کی تعبیر ہے اور کیا ان پچاس سالوں میں پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللّٰہ کا وعدہ پورا کر دیا گیا ہے اور کیا دو قومی نظریہ کی بنیاد پر ہی تقسیم ہونے والا مقصد آزادی حاصل کر لیا گیا ہے اور کیا اسی طرح اس ملک میں نظام مصطفیٰ کا عملی نفاذ ہو چکا ہے اور آیا قائداعظم نے جو قرآن کو اٹھا کر یہ اعلان کیا تھا کہ یہ ہمارا دستور ہے کیا ان تمام سوالات کا جواب آج کسی کے پاس ہے ؟

لیکن آج ہم جبکہ اپنی اسی مملکت خداداد پاکستان کی روح فرسا اور دگرگوں حالات دیکھتے ہیں تو کلیجہ پھٹتا

جا رہا ہے آج اس ملک کو جو کہ شریعت مطہرہ اور دین کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس کو ایک لادینی اور سیکولر سٹیٹ میں تبدیل کرنے کی تیاریاں عروج پر ہیں اور دینی مدارس ' شعائر اسلام اور اسلامی تشخص کو ملیامیٹ کرنے کی کوششیں جاری ہیں لیکن زنہار ہم یہ بات آج ان لوگوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ ملک علماء اور شمع دین پر مرمٹنے والوں نے آگ اور خون کے دریا کو عبور کر کے حاصل کیا ہے۔ یہ ملک انشاء اللہ اسلامی انقلاب کا گہوارہ بنے گا اور صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ ثابت ہوگا۔"

آج 14 اگست 1996ء ہے۔ ہم اپنے پیارے وطن کی جشن آزادی منائیں تو کیسے کیوں اور کس لئے؟ ہر طرف محافل طرب ساز و ترنگ پھریرے قمقمے چراغاں اور میلوں ٹیلوں کا سماں کیوں ہے آج تو یوم احتساب اور اپنی حالت پر نالہ وشیون کا دن ہے۔ کیونکہ ہم اپنی ہی غفلت اور بربادی کی بنا پر سارے میدانوں میں تمام جہان سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

؎ یک لحہ غافل بودم و صد سالہ راھم دور شد

عین 14 اگست کو یوم آزادی کے موقع پر ملک بھر میں جو خون ک ہولی کھیلی گئی اور بدامنی' لاقانونیت اور دہشت گردی کے جو دلخراش واقعات اور سانحات پیش آئے۔ ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور حکمرانوں انتظامیہ اور اہل وطن کو اس خون میں تربتر جشن آزادی پر "ھدیہ تبریک" پیش کرتے ہیں۔ اور "شب گزیدہ سحر" کی گود میں فرزندان وطن کی لاشوں کے پشتے اور اس دا داغ اجالے میں جشن چراغاں مبارک ہو۔

قارئین کرام! اگرچہ ہمیں خبر ہے کہ ہمارے یہ نالہ ہائے نارسا اقتدار کے نشہ میں بدمست حکمرانوں کے درو دیوار کو عبور نہ کرسکیں۔ اوران کے قلوب جو کہ کالحجارۃ او اشد قسوۃ ہیں کو شاید موم نہ کرسکیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ یہ نالہ ہائے بے باک پاکستان کے پندہ کروڑ غیور جسور عوام کی صدائے دردناک بن کر خداوند علیم وخبیر کے حضور بام قبولیت کو چھو سکے گی انشاء اللہ العزیز۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء الایہ

لہ دعوۃ الحق

حافظ راشد الحق سمیع

شذرات

(ادارہ)

شریعت ایکٹ 1991ء کے تحت پنجاب ہائی کورٹ کا شراب پر پابندی کا فیصلہ

گذشتہ ہفتے پنجاب ہائی کورٹ نے متحدہ علماء کونسل کی طرف سے درج کردہ رپورٹ پر 1991ء کے شریعت ایکٹ کے تحت پنجاب بھر میں شراب خانوں کے لائسنس منسوخ کردیے ہیں عدالت کے فاضل جج ملک محمد قیوم کے اس ایمانی اور جرات مندانہ فیصلہ پر پوری قوم میں فرحت و انبساط اور ملک کے نظریاتی اساس کے تحفظ کے حوالے سے بارگاہ ربوبیت میں تشکر و امتنان اور تحسین و تبریک کی فضا چھائی رہی لاریب! عدالت کا یہ فیصلہ عدل و انصاف اور حق کی فتح ہے اور عدالت کی آزادی جرات مندی اور غیرت ایمانی کا مظہر ہے پوری قوم نے اس موقع پر جہاں عدالت کی تحسین و تبریک کی اور اسکے فاضل جج ملک محمد قیوم کے جرات مندانہ اقدام کو سراہا وہاں جمعیت علماء اسلام کے قائد اور شریعت ایکٹ 91 کے محرک اور بانی مولانا سمیع الحق کو بھی زبردست خراج تحسین پیش کیا جنھوں نے بے نظیر کی حکمرانی کے دور اول میں متحدہ علماء کونسل کی بنیاد رکھی اور ایک طویل عرصہ تک اس کے مرکزی سیکرٹری جنرل رہے۔ پھر پارلیمنٹ میں شریعت ایکٹ پیش کیا جس کو اس وقت کی حکومت نے بڑے لیت و لعل، پس و پیش اور قطع و برید اور ترمیم و تزویر کے مرحلوں سے گزار کر بلکہ اپنے زعم میں اسے ناقص اور بے روح بنا کر منظور کرلیا۔

مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء علماء اور دینی جماعتوں کی مساعی سے اسے آئینی تحفظ حاصل ہوا آج اس ناقص اور بے روح شریعت ایکٹ کی برکت سے پنجاب بھر میں شراب خانوں کے لائسنس منسوخ قرار دیے جا رہے ہیں پوری قوم توقع رکھتی ہے کہ پنجاب ہائی کورٹ کی طرح دیگر عدالتیں بھی اس جرات اور ایمانی جذبہ سے کام لیکر پورے ملک میں شراب سمیت تمام شرعی ممنوعات پر پابندی لگائیں گی۔

اگر عدالتیں 91 کے شریعت ایکٹ کے تحت مزید غیر اسلامی قوانین کا جائزہ لیں تو نفاذ شریعت کی پیش رفت کے سلسلہ میں نہایت ہی مثبت اور نافع کام ہو سکتا ہے۔

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمے آید سواراں راچہ شد

حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف مرحوم کا سانحہ ارتحال

ہفت روزہ "المنبر" کے بانی و مدیر ملک کے معروف عالم دین اور حکیم حاذق حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف بھی بقضاء الٰہی انتقال کر گئے مرحوم اسلام کے مخلص سپاہی بے لوث خادم ' اتحاد امت کے داعی ' عظیم صحافی و ادیب تھے ان کی تمام مساعی اور شب و روز تگ و دو کا واحد ہدف قوم و ملت کی خدمت اور دین اسلام کی ترویج تھا جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سے خصوصی تعلق خاطر تھا جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے قلبی روابط ملک میں نفاذ اسلام کے حوالے سے طریق کار اور لائحہ عمل میں فکری یگانگت بالخصوص شریعت بل کے سلسلہ میں بھرپور معاونت ان کا طرہ امتیاز تھا بارہا جامعہ حقانیہ میں بھی تشریف لائے اور طلباء کو اپنے مخلصانہ خطابات سے بھی نوازا جامعہ میں مرحوم کے سانحہ ارتحال پر ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کا خصوصیت سے اہتمام کیا گیا اس موقع پر جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مرحوم کے پسماندہ گان کے نام درج ذیل تعزیت نام ارسال فرمایا۔

السلام علیکم مخدوم و مکرم حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کی خبر صاعقہ بن کر گری انا للہ و انا الیہ راجعون

عریضہ تعزیت نہیں لکھنا چاہتا تھا کہ خود حاضری کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہوں مگر پے درپے ایسے عوارض و موانع پیش آتے رہے کہ نہ خود حاضر ہو سکا نہ عریضہ لکھ سکا۔ اسے غفلت یا حادثہ اور شدت احساس میں کمی پر محمول نہ فرماویں۔

حضرت حکیم صاحب قدس سرہ کے والد مکرم مرحوم کے مجھ ناچیز کے ساتھ ایک طویل دور کے تعلقات شفقت و محبت نے اس حادثہ کو ہمارے لئے ذاتی حادثہ بنا دیا ہے افسوس کہ بار بار خواہش اور تڑپ کے باوجود آخری دو تین سال میں زیارت کا موقع نہ مل سکا۔ حضرت مخدوم مرحوم اخلاص و للھیت اور ملت کے درد و کرب کا ایک چلتا پھرتا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ ہمہ گیر صفات و کمالات ہمہ جہت خدمات کیلئے ان کی ذات ہمیشہ نمونہ عمل بنی رہے گی اللہ تعالیٰ ان کی خدمات و فیوضات کو آپ سب حضرات اور اداروں کی شکل میں جاری و ساری رکھے۔ دارالعلوم حقانیہ میری جماعت جمیعت علماء اسلام سے وابستہ تمام علماء ' طلباء ' کارکن اس غم میں شریک ہیں۔ ہم اسے اپنا ہی صدمہ و سانحہ سمجھتے ہیں مرحوم انشاء اللہ ملا اعلیٰ میں میں بہترین مقامات قرب و رضا سے فائز ہو چکے ہوں گے اللہ تعالیٰ اعلیٰ ترین نعمتوں نوازشوں اور سرخروئیوں سے انہیں نوازے انشاء اللہ تعزیت کے لئے حاضری کی کوشش کروں گا۔

والسلام

سمیع الحق

The First Name in Bicycles, brings ANOTHER FIRST

SOHRAB VIP SPORTS

Sohrab, the leading national bicycle makers now introduce the last word in style, in elegance, in comfort... absolutely the last word in bicycles.
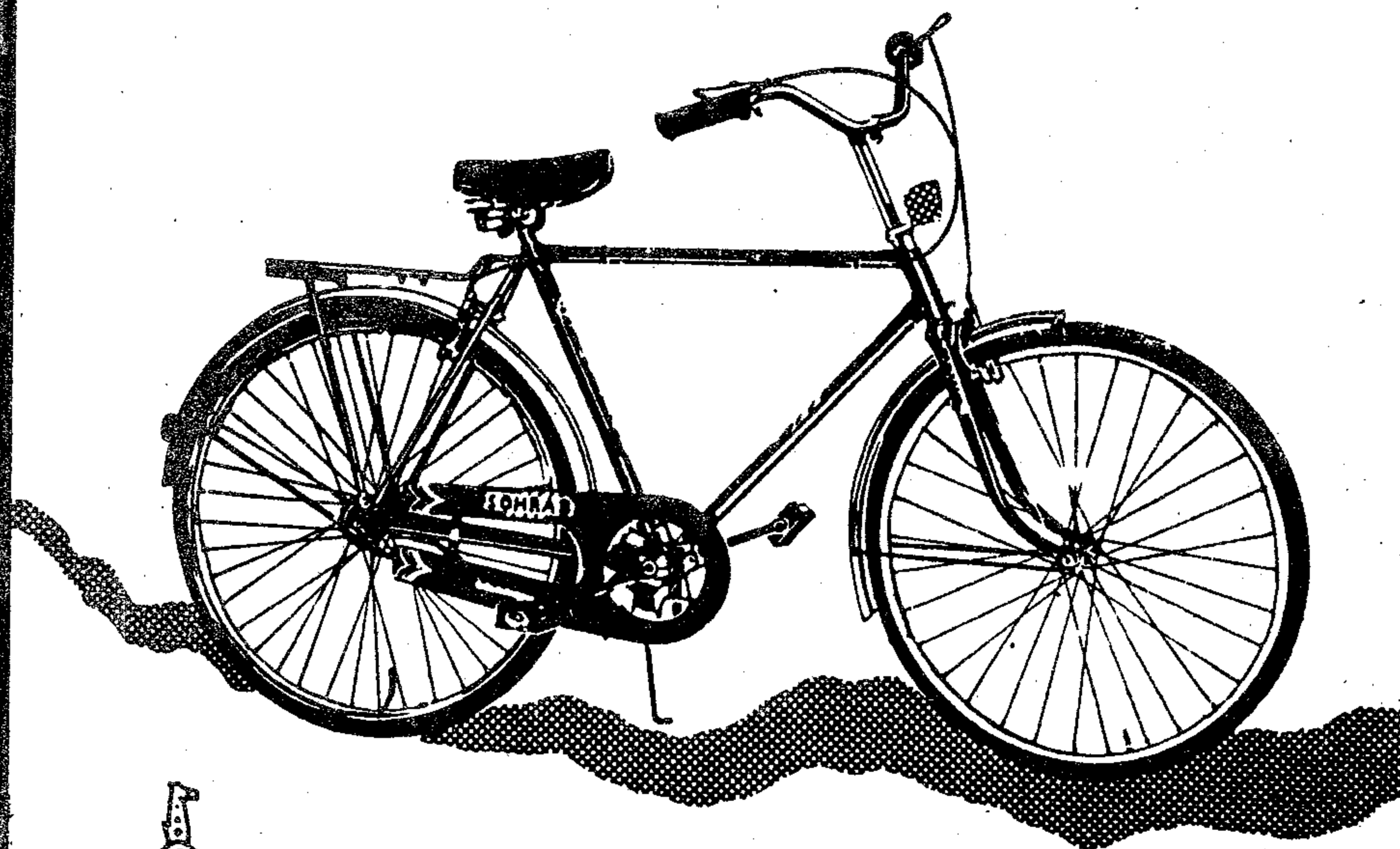
PAKISTAN CYCLE INDUSTRIAL COOPERATIVE SOCIETY LIMITED

National House, 47 Shahrah-e-Quaid-e-Azam, Lahore, Pakistan.

Tel: 7321026-8 (3 Lines). Telex: 44742 CYCLE PK. Fax: 7235143. Cable: BIKE

تعمیر شخصیت اور فلاح انسانیت سیرت طیبہ کی روشنی میں

تحریر: مولانا اکرام اللہ جان قاسمی

وفاقی وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان، اسلام آباد ہر سال قومی سیرت کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے جس میں سیرت کی کتب، نعتوں اور منتخب مقالات پر انعامات دیئے جاتے ہیں۔ سال ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء کے مقالات میں مولانا اکرام اللہ جان قاسمی کے پیش نظر مقالہ کو اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

مولانا قاسمی نے موقوف علیہ تک علوم کی تکمیل دارالعلوم حقانیہ میں کی پھر دورہ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند، انڈیا میں پڑھا۔ یوں ان کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ تقسیم ہند کے بعد وہ پہلے پاکستانی ہیں جنہوں نے باوجود رکاوٹوں اور مشکلات کے دنیا کی اس عظیم اسلامی یونیورسٹی سے سند فضیلت حاصل کی۔ مولانا قاسمی آج کل فقہ حنفی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ ادارہ

مقام انسانیت:-

یہ دنیائے رنگ و بو جمادات، نباتات اور حیوانات کی لاکھوں اقسام پر مشتمل ہے۔ خوبصورت پہاڑ، دریا، صحرائیں، چمن ہائے لالہ و گل، مختلف چرند، پرند اور دیگر حیوانات اس کی زینت ہیں۔ پھر ان کی بولیوں، نغموں، حرکات و سکنات اور چلت پھرت نے اس کارگہ حیات کو کس قدر خوبصورت بنایا ہے۔ مگر اس دنیا کو اپنی ہزارہا دلچسپیوں اور نیرنگیوں کے باوجود ایک ایسی ہستی کی ضرورت ہے جو اس کی سرداری و سرپرستی کرے، اس کی خوبیوں کی شیرازہ بندی کر کے اس کے حسن کو چار چاند لگائے اور اس کے ظاہری اور پوشیدہ خزانوں کو جان کر اس سے مستفید و متمتع ہونے کی استعداد رکھ سکے۔ اس جہاں کی کل مخلوق پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ یہ اہلیت اور استعداد صرف اور صرف انسان کو ودیعت کی گئی ہے۔ انسان ہی دنیا کا وہ متاع گراں ہے جس کے ساتھ دنیا کی قسمت وابستہ ہے۔ اگر یہ مثبت انداز میں تعمیر و ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہے تو دنیا کا سارا نظام صحیح چلتا ہے اور اگر

یہ پانچ فٹ کا حیوان ناطق بگڑ جائے تو دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں اور دلچسپیوں کے باوجود عبث و بے کار ہے۔ بلکہ بسا اوقات تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ گویا یہ حضرت انسان اس عالم رنگ و بو کے دل کی حیثیت رکھتا ہے، کہ اس کی حرکت یا سکون کے ساتھ دنیا کی ترقی و تنزل بلکہ حیات و ممات وابستہ ہے۔ اور اس طرح کیوں نہ ہو کہ اللہ پاک نے روز ازل ہی سے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہوا ہے اور اس کو عزت و شرافت بخش کر بحر و بر پر اس کی حکمرانی قائم کر دی ہے۔ اسی وجہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات نے اپنی محنت و کاوش کا میدان دنیا کی مادی اشیاء کے بجائے انسان کو بنایا ہے کہ جب انسان کا عمل و کردار درست ہوگا تو دنیا کے تمام احوال درست ہوں گے اور جس قدر انسان کا عمل و کردار پستی و تنزل کی طرف جائے گا اسی قدر دنیا کی حالت زبوں سے زبوں تر ہوتی چلی جائے گی۔ جو بالآخر اس کی تباہی و بربادی پر منتج ہو جائے گی۔ اور اسی کا نام قیامت ہے۔

یوں تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام انسان کی ہدایت و رہنمائی کی غرض سے مبعوث ہوئے ہیں مگر خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ نے مردم سازی و آدم گری کے جلیل القدر نصب العین میں جو بلند مقام پایا ہے وہ آج تک کسی دوسرے انسان کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو انسان عمل و کردار کے لحاظ سے انسانیت کی تاریخ میں سب سے زیادہ ذلت و پستی میں پڑا ہوا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے اپنی شبانہ روز محنت کے ذریعے انسانوں کو تعمیر شخصیت کے ایسے بلند پایہ اوصاف کے ساتھ ذلت و پستی سے نکال کر اعمال و کردار کی معراج پر پہنچایا اور ایک ایسے معاشرے کو وجود بخشا جس کی نظیر چشم جہاں بیں نے نہ پہلے دیکھی تھی اور نہ قیامت تک دوبارہ دیکھنا نصیب ہوگا۔ آئیے دیکھتے ہیں تعمیر شخصیت کے وہ کونسے اجزاء ترکیبی تھے جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے تاریخ عالم میں تعمیر انسانیت کا عظیم انقلاب برپا کیا۔

تعمیر شخصیت کے اجزاء ترکیبی :-

جب ہم ان عناصر و اجزاء پر غور کرتے ہیں جن کی ترکیب سے انسانی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے تو یہ بلند پایہ صفات اور اعلیٰ اقدار ہمیں نہ صرف حضور اقدس ﷺ کی احادیث مبارکہ میں وعظ و نصیحت کے انداز میں ملتی ہیں بلکہ یہ ساری چیزیں ہمیں حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں عملی طور پر نظر آتی ہیں۔ اگر حضور ﷺ کی زندگی کے طرز بود و باش اور اخلاق و کردار کے تناظر میں ان اوصاف و اقدار کو تلاش کر لیا جائے تو ایک لمبی فہرست سامنے آئے

گی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کی طویل فہرست میں سے آپ ﷺ کا حسن خلق، راست بازی و سچائی، ایثار و قربانی، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری، جود و سخا، مہمان نوازی، مساوات، ایفائے عہد، شجاعت و بہادری، زہد و قناعت، عفو و درگزر، مداومت عمل، عدل و انصاف، تقویٰ و پرہیزگاری، عفت و پاکبازی، شرم و حیا، پابندیٔ عہد، پاس حقوق، خوش گفتاری و لطف طبع، امانت داری، میانہ روی، بلند حوصلگی، استغناء، عزت نفس و خودداری، عزم و استقلال، اپنی مدد آپ، صبر و شکر، اخلاص، توکل، خیرخواہی، غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک، بچوں، عورتوں، غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ محبت و شفقت، یہ وہ بلند و بالا مقاصد اور اعلیٰ اقدار ہیں جن پر انسانی تعمیر اور شخصیت سازی کی ساری عمارت استوار ہے۔ ان عناصر و اقدار کے بارے میں ہمیں حضور ﷺ کی زندگی سے عملی طور پر کس طرح رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں تاریخی حوالوں سے قدرے تفصیل دی جاتی ہے۔

سیرت طیبہ کے حوالہ سے تعمیر شخصیت کے خدوخال :-

درج بالا سطور میں تعمیر شخصیت کے اجزاء ترکیبی کی جو فہرست دی گئی ہے اگر حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے حوالہ سے ان تمام پر بحث کی جائے تو مضمون خاصا طویل ہو جائے گا۔ اس لئے ان میں سے چند ایک کا اجمالی بیان تاریخی حوالوں کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

(الف) حسن خلق :-

انسان کی شخصیت سازی میں جو چیز سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے وہ ہے بہترین اخلاق، اس جوہر کے بغیر ایک انسان چاہے علم و فن اور جاہ و مال کی بلندیوں پر کیوں نہ پہنچ جائے پست و ذلیل ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی زندگی میں یہ عنصر اتنا نمایاں تھا کہ آپ ﷺ کی بے شمار صفات کے ہوتے ہوئے اللہ پاک نے خصوصی طور پر آپ ﷺ کے حسن خلق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کا اعلان فرمایا۔ ارشاد ہے۔

وانک لعلی خلق عظیم (۱)

اور مسلمانوں کو آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کی تاکید ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۲)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے فرمایا کہ قرآن ہی آپ ﷺ کے اخلاق تھے (۳) یعنی کہ آپ ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے ایک دفعہ ایک دیہاتی آیا۔ نا سمجھی کی وجہ سے مسجد ہی میں پیشاب کرنے بیٹھ گیا صحابہؓ اسے مارنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہادو کیونکہ تم آسانی کرنے کو بھیجے گئے ہو اور تنگی کرنے کو نہیں بھیجے گئے ہو" (۴) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی۔ آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور جو کام کر گذرتا اسکے بارے میں یہ نہ پوچھتے کہ کیوں کیا اور جو کام نہ کرلیتا اس کے بارے میں نہ پوچھتے کہ کیوں نہیں کیا؟ (۵)

(ب) عدل وانصاف :-

عرب کا ملک سینکڑوں قبائل پر مشتمل ہے ان قبیلوں کے آپس میں پرانی دشمنیاں چلی آتی تھیں اگر ایک قبیلے کے حق میں فیصلہ کیا جاتا تو دوسرا دشمن بن جاتا مگر حضور ﷺ نے کبھی عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ایک دفعہ ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ خاندانی شرافت کی وجہ سے لوگوں نے معاملہ دبانا چاہا اور حضور ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارش کے لئے بھیج دیا۔ حضور ﷺ نے انتہائی غصہ میں آکر فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے کہ جب ان کا غریب گناہ کرتا تو اس پر حد جاری کردیتے اور جب ان کا مالدار گناہ کا ارتکاب کرتا تو اسے چھوڑ دیتے خدا کی قسم اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا (۶) ایک بار آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے لوگوں کا بہت ہجوم تھا ایک شخص آکر حضور ﷺ پر منہ کے بل گر گیا دست مبارک میں پتلی سی لکڑی تھی آپ ﷺ نے اس سے ٹھوکا دیا اتفاق سے لکڑی کا سرا اس کے منہ پر لگ گیا اور خراش آگئی۔ فرمایا مجھ سے اپنا بدلہ لے لو۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے معاف کردیا (۷)

(ج) عزم و اسقلال :-

عرب کے جہالت چھائے ہوئے سنگدل معاشرے میں جب آپ ﷺ نے دین اسلام کی اشاعت کا کام شروع کیا تو ہر طرف سے اس مقدس دین کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا مگر یہ دین پھیلنے کے لئے آیا تھا اور برابر پھیلتا رہا۔ ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھنے اور عبد المطلب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابو طالب ہی آپ کے سہارا رہ گئے تھے۔ مکی دور کی ابتداء میں مشرکین مکہ کے سارے روساء جمع ہو کر ابو طالب کے پاس

آپ ﷺ کی شکایت لے کر گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو دین حق کی اشاعت سے روکنا چاہا مگر آپ نے انتہائی استقلال اور پامردی کے ساتھ وہ جواب دیا۔ جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ سنہری حروف سے مرقوم رہے گا آپ ﷺ نے فرمایا۔

یا عم! لو وَضعَتِ الشمسُ فی یمینی والقمرُ فی یَساری ما ترکتُ هذا الامر حتی یُظهِرَہ اللّٰہُ او اَهلِکَ فی طَلَبِہٖ (۸)

(چچا جان! اگر سورج میرے داھنے ہاتھ اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر رکھ کر مجھے ان کا مالک بنا دیا جائے تب بھی حق کی اشاعت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ تا آنکہ یا تو خدا کا دین غالب ہو جائے یا اس جدوجہد میں میری جان چلی جائے۔) پھر جب قریش نے دیکھا کہ ہر طرح کے ڈرانے دھمکانے اور ایذاء رسانی کے بعد بھی آپ ﷺ کے پائے ثبات میں لغزش تک نہیں آئی تو انہوں نے انسان کی روایتی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عتبہ بن ربیعہ کو آپ ﷺ کے ساتھ "سمجھوتہ" کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس نے آکر پیشکش کی کہ اگر آپ کو مال کی ضرورت ہے تو ہم آپ کو قریش کا امیر ترین آدمی بنا دیں گے اور اگر خوبصورت عورتوں کی خواہش ہے تو قریش کی دس خوبصورت ترین عورتوں کو اپنے لئے منتخب کر لو اور اگر بادشاہت چاہتے ہو تو ہم اپنے جھنڈے آپ کے جھنڈے تلے جمع کر لیتے ہیں مگر اپنے کام سے دستبردار ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے انتہائی حقارت کے ساتھ ان چیزوں کو ٹھکرا کر قرآن پاک کی وہ آیات تلاوت فرمائیں جن میں قوم عاد و ثمود کی سر کشی کی وجہ سے ان کی ہلاکت کا ذکر تھا عتبہ یہ سن کر گھبرا کر چلا گیا۔ (۹) غزوہ حنین میں جب کفار کے تابڑ توڑ حملوں سے صحابہؓ کے قدم اکھڑ گئے اور وہ افراتفری کے عالم میں منتشر ہو گئے تو آپ ﷺ نہایت عزم و استقلال کے ساتھ چٹان کی طرح جمے رہے اس وقت بہادروں کی طرح یہ شعر ورد زبان تھا۔

انا النبی لا کذب - انا ابن عبد المطّلب (۱۰)

(د) جود و سخا:-

پیغمبر رحمت مجسم سخاوت تھے آپ ﷺ کی سخاوت کا فرد مسلم اور قریب و بعید سب کے لئے یکساں تھی ایک دفعہ ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کے سامنے دو پہاڑوں کے درمیاں پھیلے ہوئے بکریوں کے ریوڑ کو طلب کیا۔ آپ ﷺ نے تمام بکریاں اس کے حوالے کر دیں۔ اس شخص نے اپنے قبیلے میں جا کر کہا۔

" یا قومِ اَسلِمُوا فاِنَّ محمداً یُعطِیْ عطاءً لا یَخشی الفاقۃَ (۱۱)

(اے لوگو! اسلام قبول کر لو۔ محمد ﷺ ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے) ایک دفعہ گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ چہرہ مبارک پر پریشانی کے آثار تھے حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا خیر تو ہے؟ فرمایا کل جو سات دینار آئے تھے شام ہو گئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے ہیں (۱۲) ایک دفعہ رئیس فدک کی طرف سے چار اونٹوں پر لدا ہوا غلہ آیا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے تقسیم کے لئے فرمایا۔ شام کو پوچھا کہ تقسیم ہو گیا؟ عرض کیا کچھ بچ گیا ہے فرمایا جب تک غلہ باقی ہے گھر نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے رات مسجد میں بسر کر دی۔ اگلے دن جب سارا غلہ تقسیم ہوا تو آپ ﷺ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔ (۱۳) مہمان نوازی کے وقت آپ ﷺ کی سخاوت مزید بڑھ جاتی۔ کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا وہ ان کی نذر کر دیتے اور تمام اہل و عیال فاقہ سے سو جاتے۔ (۱۴)

(ھ) شجاعت و بہادری :-

حضور ﷺ نے کفر و شرک کے کوہ گراں کا جس پامردی سے مقابلہ کیا وہ آپ ﷺ کی شجاعت کی زندہ مثال ہے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں میں زیادہ شجاعت والے تھے۔ شدید ترین جنگوں میں آپ ﷺ ڈٹ کر مقابلہ کرتے تھے۔ (۱۵) حضرت براءؓ سے کسی نے پوچھا کہ جنگ حنین میں کیا تم سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں مگر حضور ﷺ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ جب لڑائی پورے زوروں پر تھی تو ہم آپ ﷺ کے پہلو میں پناہ لیتے ہم میں سب سے بڑا بہادر وہ شمار ہوتا تھا جو آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ (۱۶) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ میں رات کے وقت دشمن کے حملے کی افواہ پھیل گئی۔ آپ ﷺ اکیلے ہی برہنہ گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر مدینہ کے ارد گرد چکر لگا کر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ ڈرو نہیں۔ خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ (۱۷)

(و) سادگی و بے تکلفی :-

سردار دوجہاں ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ کی زندگی انتہائی سادی اور تکلف سے کوسوں دور تھی۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے غرض کسی چیز میں تکلف کو دخل نہ تھا۔ کھانے میں جو غذا بھی میسر ہوتی کھا لیتے۔ موٹا جھوٹا پہن لیتے۔ زمین، فرش یا چٹائی پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ کے لئے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہیں کی جاتی تھی۔ نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔ ہر چیز میں سادگی و بے تکلفی تھی۔ (۱۸) اپنا جوتا خود ہی سیتے؛ کپڑوں کو پیوند لگاتے۔ اہل خانہ کے ساتھ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور ان کے ساتھ گوشت کاٹتے۔ (۱۹)

دولت خانہ اس قدر مختصر اور سادہ ہوا کرتا تھا کہ مراہق لڑکا اس کی چھت کو ہاتھ سے چھو سکتا تھا۔ ازواج مطہرات کے گھروں میں ایک ایک چھوٹا سا کمرہ ہوتا تھا جو کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا ہوتا تھا۔ (۲۰) ایلاء کے زمانہ میں جبکہ آپ ﷺ نے ایک بالاخانہ میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ جسم اطہر پر صرف ایک تہبند ہے۔ سخت بان کی ایک چارپائی بچھی ہے۔ سرہانے کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ ہے۔ ایک مٹھی بھر جو رکھے ہوئے ہیں۔ پائے مبارک کی طرف کسی جانور کی کھال ہے۔ حضرت عمرؓ یہ بے سروسامانی دیکھ کر رونے لگے اور کہا کہ قیصر و کسریٰ تو زندگی کے مزے لوٹیں اور آپ کی یہ حالت ہو۔ فرمایا۔ اے ابن الخطاب! کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت۔ (۲۱)

(ز) تواضع و انکساری :-

حضور ﷺ کی ذات منبع البرکات باجود تمام تر عظمتوں کے امین ہونے کے نہایت عاجز اور متواضع تھی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ اکثر سلام میں پہل کرتے۔ یہاں تک کہ جب بچوں پہ گزر ہوتی تو بچوں کو سلام کہتے۔ (۲۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کی لونڈیاں آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور اپنی حاجت کے لئے جہاں چاہتیں لے جاتیں۔ (۲۳) فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے میں کچھ عار محسوس نہ کرتے۔ (۲۴) کوئی غریب و مفلس بیمار پڑتا تو عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ مفلسوں اور غریبوں کے ساتھ بیٹھتے تو اس طرح بیٹھتے کہ کوئی امتیازی حیثیت نہ ہونے کی بناء پر کوئی نووارد آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتا۔ کسی مجلس میں جاتے تو جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔ (۲۵) کسی ملک کو فتح کرنے کے بعد بادشاہ کس اندازِ فخر و غرور کے ساتھ مفتوحہ علاقہ میں داخل ہوتے ہیں، مگر حضور ﷺ کا سر مبارک مکہ کی عظیم الشان فتح کے دن تواضع اور تشکر کے جذبات سے اس قدر جھکا ہوا تھا کہ سواری کے کجاوہ سے لگ رہا تھا۔ (۲۶)

(ح) شرم و حیا :-

اسلام سے قبل عرب اقوام میں حیا نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ وہ ننگے طواف کرتے، حماموں میں اجتماعی طور پر بلا پردہ نہاتے، سرعام عورتوں کی تعریف میں رکیک جملے استعمال کرتے۔ حضور ﷺ کو ان باتوں سے طبعاً نفرت تھی۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیاء تھے۔ (۲۷) بھری مجلس میں کوئی بات ناگوار گزرتی تو مارے حیاء کے منہ سے کچھ نہ فرماتے البتہ چہرے کا رنگ

متغیر ہو جاتا تو صحابہؓ متنبہ ہو جاتے۔ عرب میں گھروں کے اندر جائے ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ لوگ میدانوں میں رفع حاجت کے لئے جایا کرتے تھے۔ لیکن ایک دوسرے سے پردہ نہیں کرتے تھے بلکہ آمنے سامنے بیٹھ جاتے تھے اور ہر قسم کی بات چیت کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے سخت ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ اس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔(۲۸)

(ط) عفو و حلم :-

عفو و درگذر اور حلم و برداشت آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی نمایاں صفات تھیں۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ کو ستایا، گالیاں دیں، قتل کے منصوبے بنائے، راستوں میں کانٹے بچھائے، جسم اطہر پر نجاستیں گرائیں، جادوگر، مجنون اور نہ جانے کیا کیا نام دیئے مگر آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ (۲۹) دعوت اسلام کی غرض سے جب آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے سرداروں نے انتہائی بے رخی کا مظاہرہ کیا۔ سخت جوابات دیئے اور لڑکوں کو پیچھے لگوا کر شہر سے باہر نکالا۔ شریر لڑکوں کے پتھر مارنے سے جسم اطہر لہولہان ہو گیا۔ مگر آپ ﷺ نے ان کے حق میں بددعا نہیں دی۔ بلکہ فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک خدا کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی۔ (۳۰) غزوہ حنین کے بعد آپ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو ایک انصاری نے کہا یہ تقسیم خدا کی رضامندی کے لئے نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے سنا تو فرمایا۔ خدا موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے ان کو لوگوں نے اس سے بھی زیادہ ستایا اور انہوں نے اس پر صبر کیا۔ (۳۱) آپ ﷺ کے چہیتے چچا حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی بن حرب فتح مکہ کے بعد طائف بھاگ گیا۔ مگر جب اہل طائف نے بھی اسلام قبول کیا تو وحشی کے لئے جائے پناہ نہیں رہی اور جب مجبوراً دربار نبوت میں اسلام لانے کی غرض سے حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اس کا اسلام لانا قبول فرما کر سب کچھ معاف فرما دیا۔ (۳۲) ابوسفیان کی بیوی ہند اسلام لانے سے قبل سخت ترین دشمن اسلام تھی۔ اسی نے حضرت حمزہؓ کو شہید کروا کر ناک کان کٹوائے۔ سینہ چاک کرایا اور دل و جگر نکلوا کر چبایا۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرتے وقت بھی آداب مجلس کے خلاف بعض باتوں میں بے باکی کا اظہار کیا مگر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور اس کے اسلام لانے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ (۳۳) اس طرح عکرمہ بن ابی جہل اسلام لانے سے قبل باپ کی طرح سخت ترین دشمن اسلام تھے۔ فتح مکہ کے دن خوف کے مارے بھاگ کر یمن چلے گئے۔ مگر

اس کی بیوی نے جو مسلمان ہو چکی تھی حضور ﷺ سے عکرمہ کے لئے امان طلب کیا اور عکرمہ جب دربار نبوت میں پہنچے تو حضور ﷺ فرط خوشی سے اس کی طرف ایسے دوڑے کہ چادر مبارک جسم اطہر سے کھسک کر گر پڑی۔ (۳۴) فتح مکہ کے بعد کفار و مشرکین کا خیال تھا کہ اب ہم میں سے کسی کی خیر نہیں۔ اس لئے کہ وہ کونسی کسر تھی جو انہوں نے حضور ﷺ کو تکلیفیں دینے میں روا نہیں رکھی تھی۔ مگر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا۔

لا تثریبَ علیکم الیومَ . اِذْهَبُوا فانتم الطُّلَقَاءُ (۳۵)

آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

(ی) ایفائے عہد :-

آپ ﷺ کے وعدے کا پاس اس قدر مشہور تھا کہ دشمنان اسلام بھی اس کے معترف تھے۔ قیصر روم نے جب اسلام اور محمد ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے ابوسفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور مختلف سوالات کے دوران یہ سوال کیا کہ کیا محمد ﷺ نے کبھی بدعہدی کی ہے؟ تو ابوسفیان نے باوجودیکہ اس وقت سخت دشمن اسلام تھا جواب دیا کہ اس نے کبھی بدعہدی نہیں کی۔ (۳۶) صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ جو شخص مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ کوچ کرے گا اس کو واپس کر دیا جائے گا۔ عین اس وقت جبکہ معاہدہ کی شرطیں زیر تحریر تھیں اور ابھی دو طرفہ دستخط نہیں ہوئے تھے، کہ عمر ابوجندلؓ زنجیروں میں جکڑے ہوئے مسلمانوں میں آ ملے۔ حضور ﷺ وعدہ کے مطابق اسے واپس کرنے لگے تو ابوجندلؓ نے دل ہلا دینے والے الفاظ میں فریاد کی جس سے مسلمانوں کے دل تڑپ اٹھے۔ مگر حضور ﷺ نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ ابوجندل! صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔ ہم ان لوگوں کے ساتھ صلح اور عہد و پیمان کر چکے ہیں۔ ہم عہد نہیں توڑ سکتے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے کوئی سبیل نکالے گا۔ (۳۷) نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن ابی الحمساء نے آپ ﷺ سے کچھ معاملہ طلب کیا اور آپ ﷺ کو بٹھا کر چلے گئے۔ کہ حساب بے باق کر دیتے ہیں۔ اتفاق سے وہ واپس آنا بھول گئے۔ تین دن کے بعد آئے تو آپ ﷺ اسی جگہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تین دن سے تمہاری انتظار میں یہاں بیٹھا ہوں۔ (۳۸)

(ک) سوال اور گداگری سے نفرت :-

آنحضرت ﷺ پر سخت مالی پریشانیاں آئیں۔ امہات المومنینؓ کے گھروں میں مسلسل تین تین ماہ تک

چولہوں میں آگ نہ جلتی تھی۔ خود آپ ﷺ اکثر اوقات فاقہ سے رہتے مگر آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی کے سامنے دامن سوال نہیں پھیلایا۔ (۳۹) البتہ سخت ضرورت پڑتی یا کسی محتاج کو دینے کے لئے پاس کچھ نہ ہوتا تو قرض لے کر کام چلالیتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ بہترین کھانا جو انسان کھاتا ہے وہ ہے جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے۔ اور داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ (۴۰) ایک دفعہ ایک انصاری آئے اور سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ نہیں؟ کہا کہ ایک بچھونا ہے اور ایک پانی کا پیالہ۔ آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں دو درہم میں فروخت کر کے انصاری سے کہا کہ ایک درہم کے گھر میں کھانا دے آؤ دوسرے درہم سے رسی خریدو اور جنگل سے لکڑیاں لا کر شہر میں بیچو۔ کچھ دنوں کے بعد وہ خدمت اقدس میں آئے تو دس درہم پاس تھے۔ ان میں سے کچھ کا کپڑا اور کچھ کا غلہ خریدا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اچھا ہے یا یہ کہ قیامت میں گدائی کا داغ چہرے پر لے کر جاتے۔ (۴۱)

(ل) رحمت عالم :-

خدائے پاک نے آپ ﷺ کو قرآن کریم میں رحمت للعالمین کا لقب عطا فرمایا ہے۔ رحم تمام بلند اوصاف حمیدہ میں سے وہ بہترین وصف ہے جو انسانیت کی تعمیر اور شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ مادہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، مسلمانوں، غیر مسلموں اور تمام انسانوں بلکہ تمام جانداروں کے لئے آپ ﷺ مجسم رحمت اور سراپا محبت تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے ہزارہا واقعات اس پر شاہد ہیں۔ غریبوں مسکینوں کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے اے خدا! مجھے مسکین ہی زندہ رکھ، مسکینی کی حالت میں موت دے اور مسکینوں کے ساتھ ہی حشر فرما۔ ان کے ساتھ محبت کی وجہ بیان فرماتے تھے کہ فقراء و مساکین مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (۴۲) بچوں پر شفقت کا یہ عالم تھا فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں۔ اور ارادہ ہوتا ہے کہ نماز لمبی کروں کہ اچانک مجھے بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ (۴۳) ایک دفعہ آپ ﷺ بچوں کو پیار کر رہے تھے۔ ایک بدوی آیا اس نے کہا تم بچوں کو چومتے ہو ہم تو نہیں چومتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تمہارے دل سے محبت چھین لی ہے تو میں کیا کروں۔ (۴۴) عورتوں کے ساتھ محبت اور حسن سلوک کی بنیاد ہادیٔ اسلام نے رکھی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کی حق رسی

کی۔ اور عزت و منزلت کے دربار میں ان کو مردوں کے برابر جگہ دی۔ (۴۵) آپ ﷺ اکثر حضرت انسؓ کی خالہ ام حرامؓ کے گھر تشریف لے جاتے وہ کھانا پیش کرتی تو تناول فرماتے۔ آپ آرام فرماتے تو وہ آپ ﷺ کے سر مبارک میں جوئیں تلاش کرتی۔ (۴۶) حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کا نکاح حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہوا تھا۔ گھریلو کام بہت زیادہ تھا۔ ایک دفعہ بوجھ اٹھا کر لارہی تھی آپ ﷺ نے دیکھا تو اپنا اونٹ روک کر بٹھا دیا۔ تاکہ اسماءؓ اس پر سوار ہوں۔ مگر مارے شرم کے سواری پر نہ بیٹھ سکیں۔ آپ ﷺ ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ (۴۷) ازواج مطہرات کے ساتھ شفقت و حسن سلوک کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان کے لئے الگ دفتر درکار ہے۔ اس کے علاوہ کفار و مشرکین کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات بھی انتہائی زیادہ ہیں۔ ابو بصرہ غفاری کا بیان ہے کہ حالت کفر میں وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آکر مہمان ٹھہرے۔ رات کو گھر کی تمام بکریوں کا دودھ پی گئے اور اہل بیت تمام کے تمام بھوکے سو رہے۔ (۴۸) حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کافرہ تھیں جہالت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی۔ ابوہریرہؓ نے خدمت اقدس میں عرض کی تو بجائے بددعا دینے کے آپ ﷺ کے دست مبارک ہدایت کی دعا کے لئے اٹھ گئے۔ (۴۹) ایک دفعہ ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا آپ ﷺ عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ اس نے مرضی معلوم کرنے کے لئے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کہا جو آپ ﷺ فرما رہے ہیں بجا لاؤ۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ (۵۰) ایک دفعہ ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا تو آپ ﷺ احترام آدمیت کی خاطر کھڑے ہو گئے۔ (۵۱) انسانوں کے علاوہ آپ ﷺ کا رحم حیوانات پر بھی مشہور ہے۔ اسلام سے قبل زندہ جانوروں کے بدن سے کچھ گوشت کاٹ کر استعمال کیا جاتا تھا۔ باقی جانور کو اذیت کی حالت میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس ظالمانہ رسم سے منع فرمایا۔ جانوروں سے استطاعت سے زیادہ کام لینا اور ان پر ظلم و ستم کرنا بھی آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ ایک بار راستہ میں ایک اونٹ پر نظر پڑی جس کی کمر اور پیٹ شدت بھوک کی وجہ سے آپس میں لگ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان بے زبانوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ (۵۲) ایک صحابی نے ایک پرندے کے بچے اس کے گھونسلے سے اٹھالئے تھے جس کی وجہ سے ان بچوں کی ماں بے قرار تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ان بچوں کو اپنے گھونسلے میں چھوڑ آؤ۔ (۵۳) غرض آپ ﷺ کی ذات بابرکات تمام انسانوں اور جانداروں کے لئے باعث رحمت و شفقت تھی۔ آپ ﷺ کا رحم و شفقت اور حسن سلوک رہتی دنیا کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

نبوی تعمیرِ شخصیت فلاح انسانیت کی ضامن ہے :-

بعثت نبوی سے قبل تمام عالم خصوصاً عرب اقوام جہالت، ضلالت، غربت اور ہر قسم کی معاشی، معاشرتی اور مذہبی بے راہ روی اور زبوں حالی کی انتہاء گہرائیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ انسان نے حیوانیت کی تمام حدود کو پار کر دیا تھا۔ یہ منتشر قبائل جن کی شیرازہ بندی کی تسبیح ٹوٹ کر بکھر چکی تھی اور صدیوں سے معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے آپس میں برسرپیکار رہتے تھے، اولاد کو زندہ درگور کرتے، بیٹیوں کی پیدائش کو موجب عار سمجھتے، شراب وعیش کے دلدادہ اور فحاشی و بے حیائی کے پیکر بن چکے تھے۔ فاقہ مستی، ذرائع معاش کے فقدان اور چوری وڈاکہ زنی کی روایت نے ان کو خانہ بدوشی کی زندگی پر مجبور کر دیا تھا۔ خود ساختہ رسوم و عادات اور بدعات و اوہام کے شکنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے تھے۔ ظلم، جھوٹ، فریب، خیانت، حرص، چوری، عیب جوئی، غداری، بے جا فخر، غرور و تکبر، فحش گوئی اور خود بینی و خود نمائی نے معاشرے کو بری طرح اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس معاشرہ میں کسی شریف کا رہنا محال ہو گیا تھا۔ کہ ان حالات میں پیغمبر رحمت، بانیٔ تعمیر شخصیت اور ہادیٔ فلاح انسانیت حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا سورج فاران کی چوٹیوں سے اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ ضوء فشاں ہوا۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو فلاح دارین اور تعمیر اخلاق و کردار کے وہ بنیادی اصول اور عملی احکام و فرامین دیئے جس نے مختصر عرصہ میں معاشرے کی کایا پلٹ دی۔ عرب اقوام کو انتہائی پستی سے نکال کر سیرت و کردار کی انتہائی بلندیوں پر پہنچایا اور ایک ایسا بے مثل معاشرہ پیش کیا جس کے واقعات پڑھ کر آج بھی نفسیات دان انگشت بدندان ہیں۔ آپ ﷺ نے معاشرہ سے تمام برائیاں ختم کر کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل انسان بنائے۔ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھئے زمانۂ جاہلیت کے ایک تاجر اور محض ایک مقامی سفید پوش تھے۔ مگر جب نبوت کی ضوء فشانی ان کی سیرت و کردار پر پڑی تو ان کے جوہر ایسے کھلے کہ اسلام نے اسے اپنا خلیفہ اول بنایا اور پیغمبر انسانیت ﷺ نے سچائیوں کا لبادہ پہنا کر صدیق اکبر کا لقب عطا فرمایا۔ حضرت عمرؓ جوان کے بقول اسلام سے قبل بکریاں چرانا بھی نہیں جانتے تھے، ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کے ایسے خلیفۂ راشد بنے کہ دنیا اس خلافت کی نظیر پیش کرنے سے آج تک قاصر ہے۔ سیرت و کردار کے ان اعلیٰ صفات نے ہی حضرت عثمانؓ کو حیاء کا امام اور حضرت علیؓ کو شجاعت کا مرد میدان بنایا۔ بلالؓ جو ایک حبشی غلام تھے دربار نبوت کے مؤذن اور مقرب خاص بنے۔ قبیلۂ دوس کے ایک عام آدمی ابوہریرہؓ اسلام کے سب سے پہلے مدرسہ "صفہ" کے نگران اور احادیث نبوی کے سب سے بڑے

راوی ٹھہرے۔ نبوی تربیت نے ان کو دین پر مر مٹنے کا وہ جذبہ عطا کیا کہ جب یہ عمرو بن جموحؓ کی صورت میں لنگڑے پاؤں کے ساتھ جہاد کے میدان کی طرف گھر سے نکل رہے ہیں تو اَللّٰھُمَّ لَا تُرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ (اے اللہ مجھے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائیو) کے الفاظ زبان پر ہیں۔ اور ان جانثاروں میں جب کسی کو شہادت نصیب ہوتی ہے تو "فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَہ" (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا) کہہ کر زمین پر گرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی کردار سازی نے اس وقت کے معاشرہ کی صنف نازک کو وہ بلند حوصلہ دیا تھا کہ خنساء نامی شاعرہ کا قبول اسلام سے قبل صخر نامی بھائی فوت ہوا تو کئی سالوں تک اس کے مرثیے پڑھے اور اس غم نے اسے ارثی العرب (عرب کی سب سے بڑی مرثیہ نگار) بنایا مگر جب اسلام قبول کیا تو جنگ قادسیہ میں اپنے چاروں بیٹوں کو شہادت کی ترغیب کے ساتھ بھیجا۔ اور جب ان چاروں کی شہادت کی خبر بیک وقت آئی تو خدا کا شکر ادا کیا۔

ذرا بنو دینار کی اس خاتون کا واقعہ بھی چشم تصور میں لائیے جو جنگ احد کے بعد حضور ﷺ کی شہادت کی جھوٹی خبر سن کر بے قرار ہو گئی۔ اور خبر کی تصدیق کی خاطر گھر سے روانہ ہوئی۔ راستہ میں کسی نے شوہر کی شہادت کی خبر سنائی۔ اناللہ پڑھی اور پوچھا "مگر رسول اللہ کا کیا حال ہے؟" پھر کسی نے خبر دی کہ آپ کے والد بھی شہید ہو گئے ہیں۔ ذرا آگے بڑھی تو بڑے بھائی کی شہادت کی خبر ملی۔ یوں ان تینوں کی شہادت سے بظاہر اس کی دنیا تباہ ہو گئی تھی مگر پھر بھی بے قراری حضور ﷺ کے بارے میں تھی۔ جب کسی نے آپ ﷺ کے صحیح وسلامت ہونے کی خبر دی اور دور سے زیارت کر کے تسلی حاصل کر لی تو بے ساختہ منہ سے نکلا۔ کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ۔ (۵۴) (آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ساری مصیبتیں ہلکی ہیں) اس طرح چھوٹے بچوں کی محبت، جذبہ اطاعت و جہاد کو لیجئے کہ جہاد کا حکم ملا تو ایڑیوں پر اونچے ہو ہو کر جہاد کی اجازت طلب کی۔ وہ دونوں بچے ہی تھے جنہوں نے فرعون اسلام ابو جہل کے غرور کو خاک میں ملا کر اسے جہنم واصل کر دیا۔ حضور ﷺ کے لائے ہوئے شخصیت سازی کے اجزاء سے تیار شدہ شربت جو حضرات نوش کر گئے تھے اس کی لذت نے ان کو دنیا جہاں کی وقتی لذتوں سے بے پرواہ کر دیا تھا۔ وہ صرف خدا اور رسول کی محبت سے سرشار تھے۔ دنیاوی جاہ و جلال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حق کے اظہار و تبلیغ کے لئے جان کی بازی لگانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ کی دلیرانہ تقریر ملاحظہ کیجئے۔ صرف خدا سے ڈرنے اور دیگر مخلوق کو خاطر میں نہ لانے کی کیا زندہ مثال ہے، اسی طرح حضرت ربعی بن عامرؓ ایرانی افواج کے سپہ سالار رستم کے سج دھج والے دربار میں کس شان بے نیازی سے داخل ہوئے کہ اپنا نیزہ شاہی قالین میں چبھوتے ہوئے جب تخت تک پہنچتے ہیں تو اپنا گدھا ایک گاؤتکیہ سے باندھ کر

اس شان بے نیازی سے دلیرانہ گفتگو کرتے ہیں کہ سپہ سالار کا دل ہل جاتا ہے۔ (۵۵) مسلمانوں کے اخلاق و کردار کی یہ اعلیٰ شان صرف عہد نبوی و خلفائے راشدین کے ساتھ مختص نہیں بلکہ بعد کے ادوار میں دیکھیں، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد اور صلاح الدین ایوبی نے اعلیٰ کردار کی جو مثالیں قائم کی ہیں وہ چشم جہاں بیں سے مخفی نہیں ہیں۔ غرض پیغمبر انسانیت کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ اس نے انسان بنائے تھے۔ ایسے انسان جو ظاہری مال و متاع کے لحاظ سے کم مایہ تھے مگر ان کے دلوں کی دنیا آباد و معمور تھی۔ آج انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام کدو کاوش کا مرکز مادہ بنا لیا ہے۔ اور خود اپنے آپ کو فراموش کر لیا ہے جس کی وجہ سے دنیا کی چیزیں تو بہت وجود میں آ گئی ہیں مگر خود انسان بگڑتا چلا گیا ہے۔ نتیجتاً آج تمام تر سہولتوں کے باوجود روز افزوں پریشانی، ذلت و رسوائی اور خون انسانی کی ارزانی عام ہے۔ ان حالات میں انسان کے فلاح و بہبود، امن و سکون اور تعمیر و ترقی کا واحد راستہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کی پیروی ہے۔ کیا بعید ہے کہ امت مسلمہ کو سیرت طیبہ کی پیروی کی وجہ سے اس کی عظمت رفتہ دوبارہ مل جائے۔

کیا عجب یہ بیڑہ غرق ہو کر پھر ابھر آئے
کہ ہم نے انقلاب چرخ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں

حوالہ جات

(۱) سورۃ القلم - آیت ۴
(۲) سورۃ الاحزاب - آیت ۲۱
(۳) الامام مسلم: صحیح مسلم، طبع کراچی، ج ۱ ص ۲۵۶
(۴) الامام البخاری: صحیح البخاری، طبع کراچی ج ۱ ص ۳۵
(۵) صحیح مسلم، ج ۲ ص ۲۵۳ / الامام الترمذی: شمائل الترمذی، مع شرح مولانا محمد زکریا- ص ۳۵۹
(۶) صحیح البخاری، ج ۲ ص ۶۱۶
(۷) الامام ابوداؤد: سنن ابی داؤد، طبع ملتان ج ۲ ص ۲۷۶
(۸) ابن ھشام: السیرۃ النبویہ، طبع لاہور، ج ۱ ص ۱۷۰ / صفی الرحمن مبارکپوری: الرحیق المختوم، طبع لاہور، ص ۱۳۹
(۹) الرحیق المختوم، ص ۱۵۳
(۱۰) صحیح البخاری، کتاب المغازی، ج ۲ ص ۶۱۷
(۱۱) صحیح مسلم، باب سقاۃ، ج ۲ ص ۲۵۳
(۱۲) الامام احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، ج ۳ ص ۲۹۳
(۱۳) شبلی نعمانی: سیرۃ النبی، طبع لاہور، ج ۲ ص ۱۸۵
(۱۴) مسند احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۳۹۷
(۱۵) ابن کثیر: الفصول فی سیرۃ الرسول، طبع المدینہ، ص ۲۶۵
(۱۶) صحیح مسلم، ج ۲ ص ۱۰۰
(۱۷) صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۳۹۵ / صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۴ / ابن اثیر: الکامل فی التاریخ، ج ۲ ص ۳۰۶
(۱۸) محمد یوسف الکاندہلوی: حیاۃ الصحابہؓ، طبع دہلی ج ۲ ص ۵۳۵
(۱۹) ابن حزم، علی بن محمد: جوامع السیرۃ، طبع ریاض، ص ۴۱
(۲۰) السمہودی، علی بن احمد: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، طبع بیروت، ج ۱ ص ۳۶۳

(۲۱) صحیح البخاری، ج ۲ ص ۸۶۹/ صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۰

(۲۲) صحیح البخاری، ج ۲ ص ۹۲۳

(۲۳) امام نووی، یحیٰ بن شرف: ریاض الصالحین، طبع لاہور، ج ۱ ص ۳۳۳/ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل: البدایہ والنھایہ، طبع بیروت، ج ٦ ص ۳۹

(۲۴) جوامع السیرۃ ص ۳۳

(۲۵) شبلی نعمانی: سیرۃ النبی، ج ۲ ص ۱۹۹

(۲۶) محمد ابوزھرۃ: خاتم النبیین، طبع بیروت، ج ۳ ص ۱۶۹

(۲۷) صحیح البخاری، ج ۱ ص ۵۰۴

(۲۸) شبلی نعمانی: سیرۃ النبی، ج ۲ ص ۲۰۲

(۲۹) الذھبی، محمد بن احمد: السیرۃ النبویہ، طبع ریاض، ص ۳۲۰

(۳۰) صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۵۸/ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۹

(۳۱) صحیح البخاری ج ۲ ص ۶۲۱

(۳۲) ایضاً ج ۲ ص ۵۸۳/ البدایۃ والنھایہ ج ۴ ص ۱۸

(۳۳) ابن کثیر: السیرۃ النبویۃ طبع القاہرہ ج ۳ ص ۶۰۳/ الرحیق المختوم ص ۵۵٦

(۳۴) الکاندھلوی: حیاۃ الصحابہؓ ج ۱ ص ۱۵٦

(۳۵) الرحیق المختوم ص ۵۵۱

(۳٦) صحیح البخاری ج ۱ ص ۴/ علی بن حسین الاحمدی: مکاتیب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طبع ایران ج ۱ ص ۱۱۰

(۳۷) الواقدی محمد بن عمر: المغازی ج ۱ ص ۶۰۸/ الرحیق المختوم ص ۴٦۷

(۳۸) شبلی نعمانی سیرۃ النبی ج ۲ ص ۲۰۸

(۳۹) البدایۃ والنھایہ ج ٦ ص ۴۲/ الذھبی السیرۃ النبویۃ ص ۳۲۳

(۴۰) ریاض الصالحین ج ۱ ص ۳۰۴

(۴۱) شبلی نعمانی سیرۃ النبی ج ۲ ص ۱۸۹

(۴۲) ریاض الصالحین ج ۱ ص ۲۷۳

(۴۳) الکاندھلوی حیاۃ الصحابہؓ ج ۲ ص ۵۳۸

(۴۴) صحیح البخاری ج ۲ ص ۸۸۷

(۴۵) شبلی نعمانی سیرت النبی ج ۲ ص ۲۲۸

(۴٦) صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۹۱

(۴۷) ایضاً ج ۲ ص ۷۸٦

(۴۸) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۹۰

(۴۹) السیوطی الخصائص الکبریٰ طبع بیروت ج ۲ ص ۱٦۹

(۵۰) صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۸۱

(۵۱) ایضاً ج ۱ ص ۱۷۵

(۵۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۳۵۲

(۵۳) ایضاً بحوالہ سیرت النبی ج ۲ ص ۲۳۱

(۵۴) ابن ہشام: سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۹۹/ الرحیق المختوم ص ۳۸۴

(۵۵) ابن کثیر: البدایہ والنھایہ ج ۷ ص ۳۸

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

جاہلیت کسی خاص عہد کا نام نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین و من تبعھم باحسان الی یوم الدین ۔ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

افحکم الجاھلیۃ یبغون و من احسن من اللہ حکماً لقوم یوقنون

میرے دوستو ' بھائیو اور عزیزو ! عام طور پر پڑھے لکھے اور اچھے خاصے فاضل حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جاہلیت ایک عہد کا نام ہے اور خاص طور پر اس عہد کا نام ہے جو بعثت محمدؐ سے پہلے اور اشاعت اسلام سے پہلے دنیا میں عام طور پر اور جزیرۃ العرب میں خاص طور پر اور حجاز مقدس میں اور اس کے قرب و جوار میں جو عہد تھا وہ جاہلی عہد ہے ۔
عام طور پر جب جاہلیت کا لفظ بولا جاتا ہے تو ذہن اس کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ پسماندہ عہد تھا انحطاط پذیر اور برسر تنزل اور ایک بالکل افراتفری کی زندگی تھی جس میں اللہ کا قانون اور اللہ کا فرمان اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے جو تعلیمات مختلف صحیفوں کی صورت میں آئیں پھر انبیاء کے ذریعہ ' ان سے دنیا ناآشنا ہو چکی تھی یہ بہت بہت بعد میں پھر لکھنے والوں نے لکھا اور جن کو اللہ نے توفیق دی اور جن کا زیادہ گہرا مطالعہ تھا تاریخ کا جاہلیت کو ایک وسیع نظر سے دیکھنے لگے صرف عرب میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں وہ چھٹی صدی مسیحی اور اس سے پہلے کی ساری دنیا میں جاہلیت کا ایک شامیانہ تنا ہوا تھا اور جاہلیت کا بادل چھایا ہوا تھا اور جاہلیت کا ایک اندھیرا تھا ۔ اور عام طور پر سیرت نگاروں نے بھی جب جاہلیت سے بحث کی ہے تو صرف عرب کے ماقبل اسلام عہد کو سامنے رکھا ہے لیکن اب بھی جن لوگوں نے دنیا کی جاہلیت کا مطالعہ کیا اور اس کے حالات پیش کئے اور اب جو کتابیں لکھی جانے لگی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ ایران میں بھی جاہلی عہد تھا جاہلی عادات تھے جاہلی عقائد تھے اور جاہلی دور دورہ تھا اور روم میں بھی ایسے ہی تھا ۔ باز نطینی سلطنت کے علاقوں میں بھی ایسی ہی تھا اور یہاں تک لوگوں

نے جب مغربی زبانوں کا مطالعہ کیا ' خاص طور پر انگریزی کا (ہندوستان میں انگریزی کا رواج ہے) تو انہوں نے یورپ میں بھی عہد جاہلیت کی تصویر کھینچی اور مصنّفین اور مورخین کے حوالہ سے اور ان کی کتابوں کے حوالہ سے صفحات کے حوالہ سے انہوں نے بتایا کہ انگلستان میں یہ حال تھا جرمن میں یہ حال تھا اور یورپ کے مختلف ملکوں میں یہ حال تھا لیکن ابھی تک جاہلیت کا جو وسیع مفہوم ہے اور جو یہ اصطلاح اللہ تبارک و تعالی نے استعمال فرمائی ہے اللہ تعالی نے اس کو کئی بار دہرایا ہے۔ افحکم الجاهلية يبغون ومن احسن من الله حكماً لقوم يوقنون ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى ایسے ہی قرآن مجید میں کئی جگہ ہے جب اللہ تعالی کو یہ کہنا ہوتا ہے اور انسانوں کو یہ سمجھانا ہوتا ہے کہ خود نفسا نفسی کی زندگی اور نفس پرستی کی زندگی اور اپنی خواہش اور لذت یا اپنے منفعت ' محدود شخصیتی منفعت کے لئے کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس کو جاہلی فعل کہتے اور جاہلی عہد کہتے ہیں لیکن ابھی تک اس پر زیادہ عمیق ' عمیق تر اور وسیع تر مفہوم سوچا نہیں گیا کیونکہ یہ ہمارے طلبائے علوم دینیہ کا اور عربی زبان کے طلباء کا اور تفسیر و حدیث اور تاریخ اسلامی کے مطالعہ کرنے والوں کا کام تھا وہ اس کی حقیقت تک پہنچ سکتے تھے اس لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو نفس کے تقاضہ سے کی جائے یا رسم و رواج کی پابندی میں کی جائے یا اس میں محدود منافع سامنے ہوں اور اس کا کوئی ماخذ شریعت الٰہی نہ ہو اور جس چیز کا ماخذ شریعت الٰہی نہ ہو اور جس چیز کی نص کتاب اللہ میں حدیث نبوی میں اور سنت رسول میں اسوہ رسول میں اور اس زمانہ میں اسلام کی تعلیمات سے جو تمدن رائج ہوا جو طرز زندگی جاری ہوا جو چیز اس میں نہیں پائی جاتی قرون اول میں نہیں پائی جاتی عہد نبوی میں نہیں پائی جاتی عہد خلافت راشدہ میں نہیں پائی جاتی وہ جاہلیت ہے اور جاہلیت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اللہ کے حکم اور رسولؐ کے فرمان ہدایت اور شریعت اسلامی کے سہارے کے بغیر ' اس کے حوالے کے بغیر ' اس سے استفادہ کرتے ہوئے اس کی تعمیل میں جو کام نہ کیا جائے بلکہ محض اس کو رواج کی خاطر کیا جائے اس کو رواج کی پابندی میں کیا جائے اپنی ذاتی منفعت حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز اختیار کی جائے اور اس میں تمام حدود سے تجاوز کر دیا جائے اس کو بھی ایک قانون سمجھا جائے شریعت سمجھا جائے وہ سب جاہلیت ہیں اب اس وقت ہمارے مشرقی ممالک میں بالخصوص ہندوستان اور خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں اکثریت غیر مسلموں کی ہے وہاں پر زندگی میں جو چیزیں شامل ہو گئی ہیں یہاں تک کہ بالکل شریعت کی طرح ان کی پابندی کی جاتی ہے بلکہ شریعت سے زیادہ پابندی کی جاتی ہے وہ

سب جاہلیت ہے اور اس معنی میں جاہلیت کا استعمال آپ کو حدیث میں اور سیرت کی کتابوں میں ملے گا مثلاً" ایک صحابی سے کوئی ایسا عمل ہوا جو اسلامی تعلیمات اور اسلام کی تربیت کے خلاف تھا تو آپ نے فرمایا " انک امرء افیک جاھلیة " تم ایک ایسے آدمی ہو جس کے اندر جاہلیت کی بو پائی جاتی ہے ' تو جاہلیت محض ایک دور سے مخصوص اور اس کے ساتھ محدود نہیں تھی بلکہ قیامت تک جو کام بھی کتاب و سنت کی روشنی کے بغیر 'کتاب و سنت کی اطاعت کے بغیر ' بلکہ اس کے برخلاف کیا جائے گا وہ جاہلیت ہے اس لئے کہ اس میں یہ منافع ہیں شخصی منافع ہیں ' جماعتی منافع ' خاندانی اور قومی منافع ہیں ' سیاسی منافع ہیں ' اور پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ ایسا ہوتا آیا ہے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسے ہی پایا ہے یہ سب جاہلیت میں شمار ہوگا ۔ ہر وہ چیز کہ جس میں کوئی قرآن کی حدیث کی اور شریعت کی دلیل نہ پائی جائے اس کے بارے میں کوئی حکم الہی پایا نہ جائے اور تشریع نبوی نہ پائی جائے محض نام و نمود کے لئے کیا جائے محض لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے ' عزت حاصل کرنے کے لئے کیا جائے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کیا جائے ' نفس کی تسکین کے لئے کیا جائے ' لوگوں کے مطالبات اور توقعات کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے ' یہ سب امور جاہلی ہیں اب اس وقت یہ ہمارے یہاں اللہ کے قانون ' تشریع الہی اور قرآن مجید کے نصوص ' اور احادیث کے صاف صاف اور واضح احکام سے قطع نظر کر کے آنکھیں بند کر کے بلکہ ان کی ایک طرح سے "استہانت" جس کو عربی میں کہتے ہیں ' اسے معمولی سمجھ کر ' ناقابل توجہ سمجھ کر جو چیزیں ہماری اجتماعی زندگی میں داخل ہو گئی ہیں وہ سب جاہلیت میں شمار ہوں گی مثلاً" شادی ہے ' میراث کی تقسیم ہے ' بچوں کی ولادت ہے اور بہت سے خوشی کے کام ہیں ان سب میں یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی جائے اور اگر معلوم ہے تو اس کو نظر انداز کیا جائے کہ اس میں اللہ کا حکم کیا ہے رسولؐ کا فرمان ' رسولؐ کی ہدایت کیا ہے ' قرآن سے کیا ثابت ہے حدیث سے کیا معلوم ہوتا ہے ؟ بس یہ کہ ایسا ہوتا آیا ہے وجدنا علیه آباء نا ہم نے اسی پر اپنے آباؤ اجداد کو پایا یا بس یہی معیار ہے ' یا اس حیثیت کو جو ہمیں حاصل ہے اس کو برقرار رکھنے کے لئے اس کو بلند کرنے کے لئے ہمیں ایسا کرنا ضروری ہے ہمارے اس شہر میں جو ہماری عزت ہے ہمارے معاشرے میں جو ہمارا مقام اور مرتبہ ہے ہمیں جس نظر سے لوگ دیکھتے ہیں ہمیں جس معیار سے جانچتے ہیں اس کے لحاظ سے اگر شادی کے لفظ سے تینوں نقطے نکال کر اگر سادی کر دی گئی تو لوگ کہیں گے کہ بیچارہ معلوم ہوتا ہے کہ غریب ہو گیا ہے پیسہ پاس نہیں رہا یا

بہت بخیل ہے یا ان کو معلوم نہیں کہ شرفاء میں کیا ہوتا ہے ' خاندانوں میں کیا ہوتا ہے تو ہم اس بدنامی کو مول نہیں لے سکتے پھر سب کچھ کیا جائے جو ہوتا آیا ہے یا جو غیر مسلموں میں ہو رہا ہے یا غیر مسلموں میں جو رواج ہے سب اختیار کیا جائے محض اس بناء پر کہ ایسا ہوتا آیا ہے یہاں تک کہ ہماری برادری میں ' ہمارے خاندانوں میں بھی اسی طرح کا رواج رہا ہے کہ بہت ہی دھوم دھام سے شادی کی جائے اور اس میں اس طرح کھانا کھلایا جائے اور اس طرح اس میں اپنی شان و شوکت دکھائی جائے اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے اور اپنے خاندان میں بھی ذلیل ہوں گے شہر میں بھی ذلیل ہوں گے معاشرہ میں بھی ذلیل ہوں گے یہ سب جاہلیت ہے ۔

جاہلیت ایک ایسا بلیغ معجزانہ لفظ ہے کہ اس کے بدل کوئی لفظ نہیں ملتا ' عربی کے ایک طالب علم ہونے کے باوجود اردو زبان اور ادب اور پھر اس کے ساتھ ساتھ تفسیر و حدیث اور قدیم و جدید زبانیں اور اصطلاحات سے تھوڑے بہت واقف ہونے کے باوجود ہم صفائی کے ساتھ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ جاہلیت کا سا طاقت رکھنے والا ' وسعت اور گہرائی رکھنے والا کوئی لفظ ہمیں عربی میں نہیں ملتا اور ویسے کسی زبان میں بھی اس کا صحیح ترجمہ جس کو انگریزی میں PAGANISM کہتے ہیں سب کچھ کہتے یں لیکن جو بات جاہلیت میں ہے وہ بات مشکل سے ادا ہو سکتی ہے کسی دوسرے لفظ سے ' یہ بہت بلیغ عمیق اور عملی لفظ ہے تو اب کیا ہے یہ تحفظ شریعت کا جو ہفتہ منایا گیا اور یہ جو ہندوستان میں خدا کا شکر ہے روز آپ اخبار میں دیکھتے ہوں گے کہ کوئی شمارہ خالی نہیں جاتا کہ ایک دو تین چار جلسے نہ ہوتے ہوں ہمارے شہر میں بھی اور اطراف میں بھی جلسے ہوئے ان سب کا مقصد اصل میں اس کی دعوت ہے اس کی تحریک ہے اور اس کی جدوجہد ہے کہ جاہلیت سے نکل کر ہم خالص اسلام حاصل کر لیں اور جیسے ہم نام رکھنے میں مسلم ہیں اس کا لحاظ رکھتے ہیں اگرچہ جاہلوں میں ناواقفوں میں غیروں جیسا نام ہونے لگا ہے جس طرح نام رکھنے میں ہم اس کا خیال رکھتے ہیں کہ معلوم ہو کہ مسلمان کا نام ہے اور اسی طرح ہم نماز شریعت کے مطابق پڑھتے ہیں ابھی تک الحمد للہ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی روزہ بھی ویسا ہی ہے جب چاند نکلتا ہے جب ہی رمضان شروع ہوتا ہے اور روزہ رکھا جاتا ہے زکواۃ بھی علماء سے اگر اللہ توفیق دیتا ہے بہت بڑی تعداد زکواۃ نکالنا جانتی ہی نہیں اور وہ زکواۃ ادا ہی نہیں کرتی ۔ لیکن جو جانتے ہیں وہ ادا کرتے ہیں اور علماء سے پوچھ لیتے ہیں کہ کتنے نصاب میں کتنی مالیت میں زکواۃ فرض ہوتی ہے اور کتنے میں کتنا نکالنا چاہئے اور حج ہے کہ لمبا سفر کر کے

جاتے ہیں اگرچہ اس میں بہت سی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں کہ بہت سے اس نیت سے جاتے ہیں کہ وہاں سے کچھ وہاں کی چیزیں لائیں گے پھر یہاں بڑی قیمت میں بکتی ہیں اور یہ بات بھی بہت ہو گئی ہے کہ یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی معلوم ہو گیا ہے وہ بھی بعض مرتبہ طعنہ دیتے ہیں ہم نے خود سنا طعنہ دیتے ہوئے کہ پہلے تو حج سے لوگ چند کھجور لے کر آتے تھے زمزم کا پانی لے کر آتے تھے لیکن اب فلاں چیز لے کر آتے ہیں ' فلاں چیز لے کر آتے ہیں لوگوں نے بتایا کہ حجاج کرام جدہ میں اپنے پاسپورٹ دکھا رہے تھے اوو ابھی ان کو داخلہ کی اجازت نہیں ملی تھی تو دیکھا کہ سامنے سے ایک ہندوستانی شیروانی وغیرہ پہن کر جا رہے تھے انہوں نے کہا مولوی صاحب یہاں آنا یہاں آنا ' بتائیں گھڑی کہاں سستی ملتی ہے ' کہا بھائی شرم کرو ' ابھی تم اندر داخل بھی نہیں ہوئے ہو ' ابھی اس کی کاروائی بھی نہیں ہوئی ' ابھی سے تم کو فکر ہے کہ گھڑی کہاں سستی ملتی ہے تاکہ گھڑیاں خرید کر ہندوستان میں جا کر چوگنے دس گنے دام میں بیچو ' اور ایسے ہی واقعات ہمیں چونکہ الحمد للہ حجاز مقدس جانے کی بار بار سعادت حاصل ہوتی ہے دیکھتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی حج میں جو اس کے مسائل ہیں معلم کی ہدایت کے مطابق یا کسی عالم کی صحبت میں اور اسکی رہنمائی سے حج کیا ہے مگر اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی زندگی میں اپنے کو بالکل آزاد سمجھ لیا ہے اس کا دین سے کیا تعلق ہے حج اس طرح ہو اس میں ان چیزوں سے بچا جائے ۔ بعض دوستوں نے بتایا کہ بمبئی میں شادی کے موقع پر بجائے کھجور اور چھوہارے تقسیم کرنے کے نوٹ تقسیم کئے گئے پچاس پچاس کے نوٹ سو سو روپیہ کے نوٹ تاکہ معلوم ہو کہ بہت بڑے دولت مند آدمی کے یہاں یہ رسم ہو رہی ہے تھری اسٹار ہوٹل میں ٹھہرانا ' فائیو اسٹار ہوٹل میں ٹھہرانا ' ہزاروں روپیہ اس میں صرف کرنا اور پھر اس کا ولیمہ بھی اس شان کا اب بہت دن سے یہ رواج ہے کہ انگریزی میں ویڈنگ کارڈ جو آتے ہیں شادی کے دعوت نامہ انگریزی میں ہوتے ہیں اتنا بھی احساس نہیں مسلمانوں کو کہ نکاح ایک شرعی عبادت ہے اس پر ثواب ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ عہد اول ' قرن اول کے طریقہ کے مطابق ہونا چاہئے ۔

اس فضول خرچی سے بہتر یہ ہے کہ حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ہو اور صحابہ کرامؓ کے عمل کے مطابق کرنا چاہئے تو اس میں پرواہ نہیں کرتے صرف ویڈنگ کارڈ پر لوگوں نے بتایا کہ کئی کئی ہزار روپیہ صرف ہو جاتے ہیں پاکستان سے ہمارے پاس کارڈ یہاں آتے ہیں یہاں سے وہاں جاتے ہیں دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں اس کے علاوہ پھر اس میں اور جو رسمیں ہوتی ہیں

کہ بس الامان و الحفیظ ۔ اسی طرح میراث کی تقسیم کہ بالکل یعنی بہت ہی چند دیندار اور خوش قسمت خاندان ہیں کہ جن کے یہاں میراث کی تقسیم بالکل قرآنی تعلیمات کے مطابق ہوتی ہے اور اللہ نے جس کا جو حصہ مقرر کر دیا ہے اس کو دیا جاتا ہے پھر اس کے بعد اسی طریقہ سے عقیقہ کی رسم ' ختنہ کی رسم ' اور شادی کی تو رسموں کو پوچھنا کیا ہے ہر ایک کے یہاں ایک

الگ شریعت سی بنی ہوئی ہے ایک پورا قانون بنا ہوا ہے کہ اس علاقہ میں اس میں ملکوں کا بھی فرق ہے صوبوں کا بھی فرق ہے اور بعض جگہ شہروں کا فرق ہے اور سوسائیٹیوں اور اس کے معیاروں کا بھی فرق ہے وہاں اس طرح شادی ہوگی یہاں اس طرح شادی ہوگی آپ کو انشاء اللہ ' اللہ مبارک فرمائے اور آپ کو انشاء اللہ واسطہ پڑے گا شریک ہونے اور کچھ کہنے سننے کا بھی تو ابھی اس کو سمجھ لیجئے کہ یہ عہد جاہلی کی رسمیں جو ہیں اس جاہلیت کا مقابلہ کرنا ہے ہم کو اور تحفظ شریعت اور پرسنل لاء بورڈ کا جو کام ہے دراصل جاہلیت کے خلاف ایک محاذ ہے لیکن وہ محاذ نیا نہیں ہے وہ محاذ اسلامی محاذ ہے وہ محاذ سنت کا ہے شریعت کا محاذ ہے اور قرآن کا اور حدیث کا محاذ ہے جس کو اب اس کے بعد جب آپ سمجھ جائیں کہ دو چیزیں ہیں اور یہ رہیں گی بظاہر قیامت تک یہ دو محاذ رہیں گے یہ دو ماحول رہیں گے یہ دو قانون رہیں گے اور یہ دو طرح کا طرز زندگی رہے گا ایک طرز زندگی خالص اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق آیات قرآن کے مطابق احادیث نبوی کے مطابق اور عہد نبوی کے عمل کے مطابق ۔

اب ہو کیا رہا ہے ایک دوسرے سے پوچھا جاتا ہے آپ کے یہاں کیا معیار ہے اور جانتا ہے ہر ایک کہ یہاں یہ معیار ہے بتائیے فلاں جگہ شادی ہوئی تھی ایسی دھوم دھام سے کہ پورے شہر میں ایک زلزلہ سا آ گیا ہے اور ایک ہنگامہ ہے اور پھر اسی طریقہ سے دوسرے مواقع ہیں جن میں آدمی کو اپنے تمول کا اظہار یا اپنے خاندان کی حیثیت کی بلندی کا اظہار کرنے کا موقع ملتا ہے اس کو مسلمانوں نے بالکل اپنا ایک آلہ کار بنا لیا ہے ایک ذریعہ بنا لیا ہے شہرت کا ' عزت کا ' اور اس کے سامنے بالکل وہ سرا فگندہ ہو گئے ہیں سر بسجود ہو گئے ہیں اسی کا نام جاہلیت ہے اور اسی کا نام جاہلیت کی پیروی ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا۔ " افحکم الجاھلیۃ یبغون " اور یہ جو حکم کا لفظ ہے یہ عربی میں اور قرآن مجید کی اصطلاح میں بھی بہت وسیع ہے اس کے معنی صرف امر کے نہیں ہیں ' اس کے معنی فیصلہ کے بھی ہیں اور اس کے معنی حکومت کے بھی ہیں اور آئین اور قانون جس پر چلا جائے سب حکم کے اندر آتا ہے حکم کا لفظ بڑا بلیغ اور وسیع ہے ایسے ہی سمجھ لینا چاہئے کہ درحقیقت یہ جاہلیت عربیہ اور جاہلیت عالمیہ کی

مرکز اسلام میں جیسا کہ اس وقت بعثت نبوی سے پہلے کا جو عہد تھا اس پر عمل کرنا ہے بہت سے مسلمانوں میں بھی ہوتا ہے کہ جو نماز روزہ کے بھی پابند ہیں اور حج بھی کئی کئی کر چکے ہوں گے اور رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں ' یہ سب کرتے ہیں لیکن جب بھی کوئی ایسی خوشی کا موقع آتا ہے تو بالکل آزاد ہو جاتے ہیں اور پھر اس کے بعد شریعت کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور بعض اوقات اگر سنایا جائے کہ اللہ اور رسول کا حکم یہ ہے تو ان کی زبان سے بعض

مرتبہ ایسے لفظ نکل جاتے ہیں کہ ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں اس سے کوئی حبط اعمال نہ ہو اور کہیں کفر کا ان پر فتوی نہ لگ جائے ۔

بس عزیزو ! اس کو تم لوگ یہاں اپنی تعلیم کا ثمرہ سمجھو اور اس کا ایک فرض سمجھو اس کا ایک فریضہ سمجھو اس کا ایک تقاضا سمجھو اور اس کا ایک حق سمجھو کہ تم اس بارے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پیکر بن جاؤ اپنے خاندانوں میں اللہ تعالی خیر و عافیت کے ساتھ خوشی کے ساتھ وہ مرحلہ گذارے ' اپنے خاندان میں بھی ' محلّہ میں بھی ' اور گاؤں ' قصبات سے تعلق رکھتے ہو تو گاؤں قصبات میں ' اگر شہر سے تعلق رکھتے ہو تو شہر میں اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ سے اگر تمہارا تعلق ہے تو اس میں اور اگر دیندار طبقہ ہے تو اس میں مطمئن نہ ہو کہ یہ دیندار طبقہ ہے اس کے یہاں تو ایسا نہیں ہوتا ہوگا سب کچھ ہو رہا ہے اور آخری درجہ پر بات پہنچ گئی ہے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے کوئی وبال کوئی بے برکتی نہ ہو اور بے برکتی ہو رہی ہے تو یہ ایک بہت بڑا فریضہ ہے تم لوگ ابھی سے اس کا عہد کر لو جہاں رہو گے کام کرو گے ۔ انشاء اللہ مدارس کا قیام بھی تعلیم کی اشاعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور وعظ سب کچھ کرو گے لیکن یہ تحفظ شریعت کا بھی کام کرو گے اور رسوم جاہلیت کو مٹانے کی کوشش کرو گے اور یہ سب خوشی کے مواقع اور یہ تقریبات جو ہیں خالص سنت و شریعت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرو گے ۔ اللہ تعالی تم کو ہم کو سب کو توفیق عطا فرمائے

معیار
ہر قیمت پر
نوّے سال سے رُوح افزا کا بلند معیار ہی
رُوح افزا کی مقبولیت کی اساس ہے
HAMDARD FRUIT PRODUCTS
HFP
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
MADE IN PAKISTAN
مدینۃ الحکمۃ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ
مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع
بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ
رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔
ہمدرد
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق

HRA 11/96

ترکی میں اسلامی بیداری کے آثار

(حافظ محمد اقبال رنگونی)

گزشتہ دنوں ترکی میں سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کے نتیجہ میں ایک نئی مخلوط حکومت کا قیام عمل میں آیا ہے جس کی رو سے اسلامی رفاہ پارٹی کے سربراہ نجم الدین اربکان وزیر اعظم اور سابق خاتون وزیر اعظم تانسو چلر نائب وزیر اعظم بنے ہیں ان دونوں نے اپنے اپنے عہدے کا حلف اٹھالیا ہے اور ترکی کے صدر سلیمان ڈیمرل نے اس مخلوط حکومت سے کامیابی کی توقعات ظاہر کی ہیں

وزیر اعظم جناب اربکان اسلامی رفاہ پارٹی سے وابستہ ہیں وہ اور انکی جماعت اسلام پسند جماعت کے نام سے پہچانی جاتی ہے اس جماعت کا نعرہ اسلامی روایات کا احترام اور اسے عملی طور پر ملک میں نافذ کرنا ہے ۔ انہوں نے اپنے مختلف بیانات میں اسکا کھلا اظہار بھی کیا ہے ۔ اسکے برعکس تانسو چلر سیکولر ازم کی دعویدار ہیں اور مغربیت پسند ہیں گو کہ انہوں نے اپنی پارٹی کا نام (ٹروتھ پارٹی) صراط مستقیم رکھا ہے لیکن درحقیقت وہ صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی ایک جماعت ہے بظاہر وہ دعوی کرتے ہیں کہ ہماری جماعت صراط مستقیم پر چل رہی ہے مگر حق یہ ہے کہ انکا صراط مستقیم سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ صرف دھوکہ دینے کیلئے یہ نام استعمال کیا جارہا ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے یہ جماعت (سیکولر اور مغربیت پسند) ترکی پر قابض ہے اگر کسی وقت انکی حکومت کمزور ہوتی ہے تو دوسری سیکولر جماعتیں اختلاف کے باوجود انکا بھرپور ساتھ دیتی ہیں تاکہ ترکی میں اسلامی پارٹی کا راستہ روکا جاسکے اور وہ اونچے منصب پر فائز نہ ہوجائے ۔ دسمبر میں ہوئے عام انتخابات میں یہی کچھ ہوا مگر انکا یہ اتحاد زیادہ دیر نہ چل سکا اور یہ حکومت بھی ٹوٹ گئی اب مختلف قسم کی جماعتوں پر مشتمل ایک مخلوط حکومت بنی ہے جس میں بہرحال اسلامی پارٹی کو اہم عہدہ ملا ہے اور اسکے سربراہ نجم الدین اربکان وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے ہیں

ترکی کی تاریخ جہاں بڑی شاندار ہے وہاں عبرتناک بھی ہے ۔ آج سے ایک صدی قبل ترک مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی قوت تھے ۔ خلافت عثمانیہ کا آخری تارا یہیں چمک رہا تھا اور اسکی ہلکی ہلکی روشنی دوسرے اسلامی ممالک کو روشن رکھے ہوئے تھی ۔ ترکی کے اتار چڑھاو سے عالم اسلام متاثر ہوتا تھا اسکی قوت عالم اسلام کی قوت سمجھی جاتی تھی اور اسکا ضعف عالم اسلام کا ضعف تھا ۔ اس وقت اعدائے اسلام قوتوں کی سب سے بڑی کوشش یہی رہی کہ جس طرح بھی بن پڑے ترکی کو عالم اسلام کی قیادت سے محروم کردیا جائے اور مسلمانوں کی قیادت کا کام ان سے چھین لیا جائے ۔ جب ترکی سے اسلامی قیادت کا خاتمہ ہوجائے گا لازما دوسرے ممالک بھی اس سے متاثر ہونگے اور انکی اپنی قوت منتشر ہوجائے گی اور اگر ترک سیاسی طور پر عالم اسلام کا قائد بنا رہا اور عالم

اسلام کی قیادت اسی کے ہاتھ رہی تو خطرہ ہے کہ آئندہ چل کر یورپ کی سیاسی قوت پر اسکا گہرا اثر پڑے گا اور پھر یورپی حکمراں اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہوپائیں گے۔

اسلام دشمن قوتوں نے اپنی اس سازش کو کامیاب کرانے کیلئے ترکوں اور عربوں کے درمیان منافرت کو خوب ہوا دی اور تفرق وتشتت کے ایسے زہریلے کانٹے بچھائے کہ ایک ایک اسلامی ملک اس سے زخمی ہوتا گیا اختلافات وانتشار کی ایک ایسی آگ بھڑکائی گئی کہ اس میں ہر ایک جلنے پر مجبور کردیا گیا۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی تھی کہ اسلام دشمن سازش اپنی جگہ کامیاب ہوگئی اور یورپ کے مرد بیمار کی زندگی کا چراغ گل ہوکر رہا۔ اسکے نتیجہ میں آس پاس کے علاقے مسلمانوں کے نکلتے گئے۔ وقت کے قافلے کو کشاں کشاں اپنی منزل کی طرف لے جانے والا پھر ہمیشہ کیلئے تنہا ہوکر رہ گیا۔

ترکی کے سیاسی زوال سے برصغیر کے مسلمان بھی تڑپ اٹھے وہاں کے مسلمان قائدین اور اہل درد نے اپنی ساری محنت اس بات پر صرف کردی کہ ترکی کی حفاظت کی جائے اور اعدائے اسلام قوتوں کے منصوبے کو کمزور کرنے کی ہر ممکن راہ اختیار کی جائے چنانچہ اکابر ہند نے خلافت کی بقاء کیلئے تحریک خلافت اٹھائی ترکی کی حمایت کا کھلا اعلان کیا اور مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی نفرت کی دیوار گرانے کیلئے اپنی تگ ودو جاری رکھی۔

افسوس تو یہ ہے کہ انہی دنوں جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین کھل کر ترکی کے خلاف ہوگئے اور بات بات پر انگریزوں کو حریت پسند اور صداقت شعار قرار دیتے ہوئے ترکی کو انگریزی عملداری میں دینے کی خواہش کرنے لگے تو وہیں کچھ ناعاقبت اندیشوں نے اسلام دشمن قوتوں کے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے دن رات ایک کردیا تھا۔ رسائل اور پمفلٹوں کے ذریعہ برصغیر کے مسلمانوں سے کہا گیا کہ ترک خلافت کے شرعا اہل نہیں ہیں ان سے قیادت کا تاج چھین لینے کو اسلام کی خدمت کہا گیا۔ جو حضرات ان دنوں خلافت عثمانیہ کو بچانے اور ترکی کی سیاسی قوت کو بحال کرنے کیلئے میدان عمل میں اترے تھے انہیں طرح طرح کے فتووں کا نشانہ بنایا گیا اور برصغیر کے مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کی کوشش کی گئی تاکہ برصغیر کے مسلمان ترکوں کی حمایت میں کہیں باہر نہ نکل پڑیں اور انگریزوں کی مخالفت کا طوفان نہ اٹھنے پائے

برصغیر کے مسلم رہنماؤں نے اپنی کوشش جاری رکھی قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور طرح طرح کے مصائب وآلام سے بھی دوچار ہوئے تاہم جو ہونا تھا وہ ہوکر رہا۔ **وکان امر الله قدرا مقدورا** اسلام دشمن سازش کامیاب ہوئی ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہوا اب اسے ایک جمہوری سلطنت قرار دیا گیا۔ پھر اسی ترکی میں (جہاں خلافت عثمانیہ تھی اور جس نے عالم اسلام کو سہارا دے رکھا تھا) سیکولرازم کو خوب عروج بخشا گیا۔ سیکولر اور جمہوریت کے نام پر اسلامی شعائر اور اسلامی اقدار کو مٹانے اور پامال کرنے کی ہر راہ اختیار کی گئی۔ مغرب اور مغربی تہذیب کو پروان چڑھایا گیا اور وقت آیا کہ ترکی کے صدر مصطفیٰ کمال (جسے قوم نے اتاترک کا خطاب دیا تھا) نے مسلمانوں

کے خالص دینی شعائر پر پابندیاں عائد کردیں اس نے اعلان کیا کہ
مذہب اور حکومت دونوں علیحدہ ہیں یعنی سرکاری طور پر یہ بات کہدی گئی کہ ترکی کا سرکاری مذہب اسلام نہیں ہے۔ عورتوں کو برقع پہننے سے قانونا روک دیا گیا مغربی لباس ہر ترک کیلئے لازمی قرار دیا گیا۔ قرآن مجید کو عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط میں لکھنے کا حکم صادر ہوا۔ عربی زبان میں اسلامی تعلیم کو جرم سمجھا گیا لوگوں کو ٹوپی کے بجائے انگریزی طرز کی ہیٹ پہننے کی ترغیب دی جانے لگی۔ غرضیکہ نے اتاترک نے ترکی کو پوری طرح مغربی رنگ میں رنگنے کی کوششیں شروع کردیں مرد اور عورتیں مغربی لباس میں ملبوس نظر آنے لگے اسلامی شعائر کی کھلے عام مخالفت ہونے لگی شراب کا رواج عام ہوا مغربی طرز زندگی کا ہر طرف دور دورہ ہوا۔ دسمبر ۱۹۸۶ء میں راقم الحروف کو کچھ دیر کیلئے استنبول کے ایر پورٹ پر ٹھہرنے کا موقع ملا تھا وہاں جو کچھ دیکھا اس سے یہی تاثر ابھرا کہ یہ شائد ایک مغربی ملک ہے ہر طرف شراب کی دکانیں تھیں جہاں کھلے عام شراب فروخت بھی ہورہی تھی اور پی بھی جارہی تھی اس منظر کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ایک اسلامی ملک ہے یا یہ کہ یہاں کبھی اسلام کا پرچم لہرایا ہو
--- چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا --- سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ
ترکی میں اسلامی شعائر اور اسلامیات پر عائد کی جانے والی یہ سخت پابندیاں تو آہستہ آہستہ ختم ہوگئیں تاہم ابھی تک ملک کے پورے نظام پر مغربی چھاپ موجود رہی۔ سیکولرازم اور مغربیت نت نئے انداز میں اپنا زہر گھولتی رہی اسی مغربیت پسندی کا نتیجہ ہے کہ ترکی میں ایک خاتون کو وزارت عظمی کے عہدے پر لانے میں کوئی عار محسوس نہ کی گئی
ستر سال سے زائد اس سیکولر نظام اور مغربیت سے گو ملک کا ایک وسیع حلقہ متاثر ہے تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گزشتہ دو عشروں سے سیکولرازم کا بت ٹوٹ رہا ہے۔ ترکی میں موجود دینی حلقے اپنا اپنا کام کررہے ہیں اور اسلامی روایات کی بحالی کیلئے مسلسل جدوجہد ہورہی ہے۔ علماء کرام اپنے حلقوں میں اسلامی تعلیم کو عام کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں صوفیا کرام کے حلقہ ارادت بھی وسیع ہوتے جارہے ہیں۔ ترکی سے آنے والے احباب بتلاتے ہیں کہ علماء اور صوفیاء کرام کی دن رات کی مخلصانہ کوششیں رنگ لارہی ہیں اور انکی محنت کے اثرات نمایاں دکھائی دینے لگے ہیں۔ سیاسی طور پر اگر کوئی جماعت اسلام کے حوالے سے اپنا تعارف کراتی ہے اور اسلامی روایات اور اسلامی اقدار کی بحالی کیلئے آواز اٹھاتی ہے تو وہ جناب نجم الدین اربکان اور انکی پارٹی ہے جو اس محاذ پر کئی سالوں سے ڈٹی ہوئی ہے اور کھل کر میدان میں آئی ہوئی ہے جناب اربکان ترکی مین اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسلامی بیداری کیلئے جو جدوجہد کررہے ہین وہ کسی سے مخفی نہیں آج سے دس بارہ سال انہیں اس الزام کی تحت جیل میں بھی ڈالدیا گیا تھا کہ وہ ترکی میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی کوشش کررہے ہیں انہیں آٹھ ماہ قیدوبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑی لیکن موصوف ترکی میں اسلامی اقدار کی بحالی کی کوشش سے پیچھے نہیں ہٹے۔ دوسال

قبل بلدیاتی انتخابات کے دوران بھی اسی عنوان سے اپنی مہم اٹھائی اور انکی جماعت نے ان انتخابات میں نمایاں کامیابی بھی حاصل کی تھی ۔ اسی طرح موصوف نے گزشتہ دسمبر کے عام انتخابات میں بھی اسلام کے حوالے سے اپنے آپ کو متعارف کرایا اور کھل کر سیکولرازم اور مغرب کی پالیسیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا ۔ اقوام متحدہ کو آڑے ہاتھوں لیا اور عالم اسلام کو پھر سے ایک جگہ متحد ہونے اور اپنا ایک الگ نظام (اسلامی نظام) بنانے پر زور دیا ۔ روزنامہ جنگ لندن میں موصوف کا یہ بیان آپ کی نظر سے ضرور گذرا ہوگا کہ

مسلمانوں کی علیحدہ اقوام متحدہ ہونی چاہئے ۔ دنیا کے استعماری فتنوں اور مسلمانوں کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کی اپنی اقوام متحدہ ۔ مشترکہ فوج اور مشترکہ منڈی ہو ۔ یورپ والے اگر نیٹو بناسکتے ہیں تو مسلمان ایسا کیوں نہیں کرسکتے ؟ (جنگ لندن یکم مئی ۹۴ء)

ہفت روزہ ٹائم انٹرنیشنل نے اپنی تازہ اشاعت میں موصوف کا یہ بیان پھر نقل کیا ہے کہ

WE WILL SET UP AN ISLAMIC COMMAN MARKET, AN ISLAMIC U.N., A WORLD ISLAMIC UNION, AND INTRODUCE AN ISLAMIC DINAR .... THE TURKISH LIRA IS DEAD (TIME, JULY 22 1996)

جناب اربکان کے یہ بیانات یورپ اور امریکہ کے حکمرانوں سے مخفی نہیں ۔ وہ ترکی کے بدلتے حالات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور ترکی کو سیاسی اور اقتصادی طور محکوم بنانے کیلئے مختلف حربے اختیار کیے گئے ہیں گو کہ ملک کے وزیر اعظم اسلام پسند ہیں اور انہیں چند ووٹوں کی وجہ سے یہ مقام بھی ملا ہے تاہم ملک کے نہایت اہم عہدے (امور داخلہ ۔ امور خارجہ ۔ دفاع ۔ اقتصادی امور ۔ تعلیم وغیرہ)نائب وزیر اعظم اور سیکولر ازم کی دعویدار تانسو چلر کے قبضے میں ہیں پھر فوج کی اعلیٰ کمان نے بھی اس مخلوط حکومت کو خبردار کررکھا ہے کہ وہ ترکی کے سیکولر آئین سے کھیلنے کی کوشش نہ کرے اور کسی قسم کی ایسی تبدیلی نہ لائے جس سے اسکے سیکولر آئین پر حرف آتا ہو ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جناب اربکان وزیر اعظم ہونے کے باوجود وہ کچھ نہیں کرسکتے جو وہ کرنا چاہتے ہیں اور جس کا کھلا اظہار وہ مختلف موقعوں پر کرچکے ہیں ۔ اس مخلوط حکومت پر داخلی اور خارجی گرفت کچھ اس قدر مضبوط معلوم ہوتی ہے کہ جناب اربکان کو وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہونے کے بعد یہ کہنا پڑا کہ وہ سیکولر آئین کی پابندی کریں گے مغرب سے تعلقات کی مخالفت نہیں کریں گے اور تمام بین الاقوامی معاہدوں کے بھی پابند رہیں گے

A POPULIST WHO HAS WAITED 30 YEAR FOR POWER, ERBAKAN IMMEDIATELY BACKED AWAY FROM HIS ISLAMIC HYPERBOLE. RETRACTING HIS DENUNCIATIONS OF NATO, THE E.U. AND THE CUSTOMS UNION, HE VOWED THAT HIS GOVERNMENT WOULD SEEK CLOSE TISE WITH THE WEST AND RESPECT ALL PRIOR INTERNATIONAL AGREEMENTS. (TIME 22/7/96)

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ موصوف کو داخلی اور خارجی طور پر کن کن مشکلات کا سامنا ہے

اور انہیں کس قدر پھونک پھونک کر قدم اٹھانا پڑتا ہے ۔ ترکی کے ایک اخبار زمان نے لکھا ہے کہ ان حالات میں وزیر اعظم اربکان کو نہایت احتیاط سے قدم اٹھانا ہوگا اور انہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ ترکی کے آئین کا احترام کرتے ہیں اور اسکے پابند ہیں تاکہ آئندہ انتخابات میں انہیں اور انکی جماعت کو کامیابی مل سکے اور انہیں کسی دوسری سیاسی پارٹی سے مصالحت کی ضرورت نہ رہے اور پھر وہ بلاشرکت غیرے اپنی خواہشات کو عملی جامہ پہنا سکیں ۔

اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ترکی کی اقتصادی حالت کافی کمزور ہے امریکہ اور یورپ کی امداد اور انکے دباؤ نے ملک کو خاصا جکڑ رکھا ہے اور یورپین یونین میں شامل ہونے کی وجہ سے بہت سی آزمائشوں سے گذرنا پڑرہا ہے ۔ ان حالات میں اگر وزیر اعظم اربکان اپنی خواہشات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں تو خطرہ ہے کہ یہ قوتیں انکے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کردیں اور انہیں پہلے ہی مرحلے میں ناکام بنائیں ۔ ممکن ہے کہ جناب اربکان نے اسی خطرے کے پیش نظر اپنی خواہشات کو عملی جامہ پہنانے کے منصوبے کو موخر کیا ہو تاہم ہماری ان سے یہ درخواست ضرور ہے کہ وہ اپنے اصولوں اور اسلامی افکار کے پرچار میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ کریں اور اپنی ممکن حد تک ترکی کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کیلئے اپنی کوششیں جاری رکھیں انشاء اللہ العزیز معاشرے پر اسکے اثرات ضرور پڑیں گے ۔ سیکولرازم اور مغربیت کا بت آج نہیں تو کل ضرور پاش پاش ہوگا ۔ ملک کے عوام میں اسلام سے وابستگی کے رجحان میں ضرور پیش رفت ہوگی پھر وہ وقت دور نہ ہوگا جب ترکی اپنی عظمت رفتہ واپس بحال کرلے گا

عالم اسلام کے حکمرانوں اور دانشوروں کو بھی چاہئے کہ وہ ترکی کے اس نازک حالات میں جناب اربکان کو اپنی حمایت کا یقین دلائیں اور ترکی میں اسلامی بیداری کے جو آثار نظر آرہے ہیں انہیں غنیمت سمجھ کر انکی قدر کریں ۔ ترکی جو جاگ رہا ہے اسے جگانے میں اور دلچسپی کا مظاہرہ کریں اور اسلامی تاریخ کے حامل ملک اور اسکے شہروں میں اسلامی اقدار سے محبت اور اس سے وابستگی کا جذبہ بیدار کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑیں ۔ اللہ نے چاہا تو آپ کی یہ تھوڑی سی محنت نہ صرف ترکی کے موجودہ حالات پر اثر انداز ہوگی بلکہ آس پاس کے ممالک بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہیں گے ۔ جس طرح کسی وقت استنبول کا نام شہر مساجد تھا وقت آئے کہ پھر عالم اسلام مل کر یہاں اللہ کی حضور سجدہ ریز ہوجائیں ۔

--- نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے --- ذرا نم ہوتو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

وما علینا الا البلاغ المبین ۲۳ جولائی ۹۶ء)

تحقیق و تنقید

ڈاکٹر غلام قادر لون

خواب کی دینی حیثیت

(ایک تحقیقی جائزہ)

جدید دور میں مذہب اور اس کے مسلمات کو میزان عقل میں تولنے کی جو کوششیں ہوئی ہیں ان میں خواب کی سائنسی اور نفسیاتی توجیہہ کی کوشش خاص طور سے اہم تصور کی جاتی ہے۔ الہامی مذاہب میں خواب کو وحی کا ایک قابل اعتماد اور مستند ذریعہ کہا گیا ہے اس لیے خواب کو موضوع بحث بنانے کا مطلب مذہب کی ایک مسلم حقیقت کو زیر بحث لانے کی کوشش کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہودی نژاد عالم اور ماہر نفسیات فرائڈ (۱۸۵۶-۱۹۳۹ء) نے تحلیل نفسی کے ذریعہ خواب کا جائزہ لے کر اس کی روحانی حیثیت کا انکار کیا تو مذہبی حلقوں میں ایک تہلکہ مچ گیا کیونکہ فرائڈ کے اس نظریہ کی سیدھی ضرب مذہب پر پڑتی تھی فرائڈ کے نظریات جب سامنے آئے تو مذہب بیزار کے ہاتھ میں ایک ایسا ہتھیار لگا جس سے انہوں نے مذہب کی جڑوں پر حملے شروع کیے۔ ان حملوں سے اہل مذاہب اس قدر مرعوب ہوئے کہ وہ بھی خواب کو خیال خام سمجھنے لگے۔ چنانچہ آج اچھے خاصے دیندار اور پڑھے لکھے حضرات بھی خواب کے بارے میں عجیب و غریب خیالات رکھتے ہیں۔ حالانکہ فرائڈ کی بنیادی غلطی یہ تھی کہ اس نے معمول سے ہٹے (ABNORMAL) انسانوں پر کی گئی تحقیق سے اخذ کردہ نتائج کو عام انسانوں پر منطبق کر دیا۔ پھر اس کی تحقیق میں کوئی ایسی نئی چیز بھی نہیں تھی جس کی طرف علمائے مذہب اور ماہرین فن تعبیر نے اپنی کتابوں میں اشارے نہ کیے ہوں۔ لیکن فرائڈ کے نظریات مذاق حال کے موافق تھے اس لیے ان کی خوب تشہیر ہوئی۔ خواب بے وزن ٹھہرے تو انسان کا شہر خواب بھی ویران ہو کر رہ گیا۔ یوں فکر جدید نے انسان کو اس سکون سے محروم کر دیا جو اسے خوابوں میں میسر تھا۔

> ع اس کو بھی کھو دیا جسے پایا تھا خواب میں

خواب کی حیثیت تمام تہذیبوں میں مسلم رہی ہے۔ قدیم تہذیبوں میں بابل کی تہذیب مشہور ہے۔ دنیا کو پہلا قانون دینے والے بادشاہ حمورابی (۲۰۶۷-۲۰۲۵ ق م) کا عہد سلطنت اس تہذیب کا سنہری دور مانا جاتا ہے۔ خواب کے بارے میں اہل بابل کا عقیدہ تھا کہ دیوتا (GODS) خواب کے ذریعہ ایک خاص طریقہ سے انسان کو مستقبل اور عالم بالا کے ارادوں سے آگاہ کرتے ہیں چنانچہ بابل کی داستانوں میں خواب کا بار بار تذکرہ آتا ہے۔

---

1. ROBERT WILLIAM ROGERS THE RELIGION OF BOBYLONIA

(بقیہ آگے)

اہل بابل کے یہاں تحریری تعبیر ناموں کا بھی رواج تھا۔ شہر نینوا کی کھدائی کے دوران جو تختیاں برآمد کی گئی ہیں ان میں ایک تختی پر اہل بابل کا خواب نامہ تحریر ہے۔ اس میں خوابوں کی تعبیر درج ہے [۱] قدیم تہذیبوں میں مصر کی تہذیب کا شمار بھی ترقی یافتہ تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ خواب کے بارے میں مصریوں کا اعتقاد تھا کہ دیوتا خواب میں اکثر واضح اور غیر مبہم انداز میں اپنی بات کہہ دیتے ہیں [۲] مصریوں کے یہاں تعبیر ناموں کا بھی چلن تھا۔ ماہرین مصریات نے پیپرس پر جو تحریریں دریافت کی ہیں ان میں سے ایک تحریر چیسٹر بیٹی پیپرس CHESTER BEATY PAPYRUS مصر کے تعبیر ناموں کا ریکارڈ ہے جس میں خوابوں کی تعبیر بیان کی گئی ہے۔ اس قدیم تعبیری دستاویز کا تعلق مصر کے بارہویں خاندان کے زمانہ یعنی (۱۹۹۱-۱۷۸۶ ق م) سے بتایا جاتا ہے [۳]

"الہامی مذاہب میں خواب کو وحی کا درجہ حاصل ہے۔ تورات میں آیا ہے: خدا ایک بار بولتا ہے بلکہ دو بار، اگرچہ آدمی شنوا نہ ہو تو خواب میں رات کو رؤیا میں جب بھاری نیند لوگوں پر پڑتی ہے اور وہ بچھونے پر ہوتے ہیں اس وقت انسان کے کان کھولتا ہے۔ اور وہ ان کے ذہن میں تعلیم نقش کر دیتا ہے تاکہ آدمی کو اس کام سے باز رکھے اور غرور کو انسان سے چھپائے، وہ اس کی روح کی نگہبانی کرتا ہے تاکہ وہ گڑھے میں نہ گرے اور اس کی جان کو کہ وہ تلوار سے نہ نکلے۔ پھر وہ اپنے بستر پر تنبیہ پاتا ہے اور اس کی سخت ہڈیاں ٹوٹتی ہیں [۴]"

تورات میں متعدد خوابوں کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت ابراہیم کے معاصر بادشاہ ابی ملک، حضرت یعقوب حضرت یوسف اور ان کے دو رفقائے زنداں کے خواب مشہور ہیں۔ [۵] "دانی ایل نبی کی کتاب" کئی دلچسپ خوابوں سے مالامال ہے [۶] بنی اسرائیل کے یہاں خوابوں کی تعبیر کا فن ایک تسلیم شدہ فن تھا۔ ایک وقت تنہا یروشلم میں چوبیس معبّر لوگوں کو خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے۔ معبرین خواب کی تعبیر کے عوض فیس وصول کرتے تھے۔ عام طور پر ہدایا

(بقیہ) AND ASSYRIA, DONDON 1908 PP-196 - 197

[۱] ENCYCLOPAEDIA BRITANICA 15TH EDN 1985 VOL 27 P. 305

[۲] ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND ETHICS NEWYORK 1912 VDY PP. 34-37

[۳] ENCYCLOPAEDIA BRITANICA VOL 27 P-305

[۴] تورات، ایوب ۳۳: ۱۴ — ۲۰ -

[۵] تورات، پیدائش ۲۰: ۳، ۲۸: ۱۰، ۳۱: ۱۰، ۳۱: ۲۴، ۳۷: ۵، ۹-۱۰، سلاطین ۳: ۵

[۶] تورات، دانی ایل نبی کی کتاب ۱: ۱ - ۴۹

اور فیس کی مقدار کے مطابق خوابوں کی تعبیر بتائی جاتی تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے فقہاء بھی خوابوں کی تعبیر کے عوض لوگوں سے فیس لیتے تھے [1]

اسلام میں رویائے صالحہ یا اچھے خوابوں کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ قرآن حکیم میں انہیں بشریٰ اور حدیث نبویؐ میں مبشرات کہا گیا ہے، انبیاء کے خوابوں کو وحی اور صوفیہ کے خوابوں کو الہام کا درجہ حاصل ہے۔ خواب کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں رؤیا یا تعبیر رؤیا کے موضوع پر اسی طرح مستقل ابواب قائم کیے ہیں جس طرح انہوں نے ایمان، صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، حج اور جہاد کے موضوعات پر عناوین قائم کیے ہیں [2]

قرآن میں چھ خوابوں کا تذکرہ آیا ہے۔ ان میں ایک خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ اپنے فرزند کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ذبح کر رہے ہیں۔ چونکہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں اس لیے انہوں نے حضرت اسماعیل کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹایا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا [3] دوسرا خواب حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج و چاند انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر برسوں بعد اس وقت سامنے آئی جب حضرت یوسف نے مصر کا حاکم بننے کے بعد حضرت یعقوب اور ان کے کنبہ کو مصر بلایا اور ان لوگوں نے ان کے آگے سجدہ کیا۔ [4] تیسرا اور چوتھا خواب ان دو جوانوں کا ہے جن میں سے ایک نے خواب دیکھا تھا کہ وہ شراب نچوڑ رہا ہے اور دوسرے نے خواب دیکھا تھا کہ اس کے سر پر روٹی کا طباق ہے جس میں سے پرندے کھاتے ہیں

---

[1] THE JEWISH ENCYCLOPAEDIA 1916 VOL IV P-656

[2] امام بخاری۔ صحیح البخاری بشرح الکرمانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء ۲۴: ۹۴ ”کتاب التعبیر“، امام مسلم۔ صحیح مسلم تحقیق محمد فواد عبد الباقی، داراحیاء الکتب العربیہ الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ء ۴: ۱۷۷۱ ”کتاب الرؤیا“ امام ابوعیسیٰ محمد بن سورہ الترمذی سنن الترمذی، مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۲۲ء ۴: ۵۳۲ ”کتاب الرؤیا“ امام ابن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فواد عبد الباقی، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۲: ۱۲۸۲ ”کتاب الرؤیا“ امام ابوداؤد۔ سنن ابی داؤد، تعلیق عزت عبید الدعاس و عادل السید، حمص سوریہ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء ۵: ۲۸۰ باب ماجاء فی الرؤیا۔ امام مالک۔ المؤطا، تعلیق محمد فواد عبد الباقی، مصر ۱۳۷۰ھ ۲: ۹۵۶ ”کتاب الرؤیا“، امام دارمی سنن الدارمی تحقیق فواز احمد زمرلی / خالد السبع العلمی قاہرہ / بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء ۲: ۱۶۵ ”کتاب الرؤیا“ امام حاکم نیشاپوری۔ المستدرک، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۳۴ھ تا ۱۳۴۲ھ ۴: ۳۹۰ ”کتاب الرؤیا“

[3] سورہ الصّٰفّٰت: ۱۰۲-۱۰۶　[4] سورہ یوسف: ۴-۱۰۰

جب ان دونوں نے حضرت یوسف سے خوابوں کی تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں ایک تو رہی ہوکر) اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور دوسرا سولی دیا جائے گا اور اس کے سر کو پرندے کھائیں گے [1] پانچواں خواب عزیز مصر نے دیکھا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سات موٹی گایوں کو سات لاغر گایوں نے کھایا۔ نیز انہوں نے سات ہری اور سات خشک بالیں دیکھیں۔ اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف نے دی تو بادشاہ نے انہیں خزانے کا حاکم بنایا۔ [2] چھٹا خواب وہ ہے جس کا ذکر سورہ فتح میں آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ صحابہ کے ساتھ مکہ میں حلق اور قصر (سر مونڈ کر اور بال کتر اکر) کرکے داخل ہو رہے ہیں۔ جب آپ نے صحابہ سے اس کا تذکرہ فرمایا تو وہ بہت خوش ہوئے وہ سمجھے کہ اسی سال داخل ہو جائیں گے۔ مگر اس سال صلح حدیبیہ کے شرائط کی بنا پر مسلمان مکہ میں داخل نہ ہو سکے اس لیے بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے خواب دیکھا تھا وہ کیا ہوا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ... الخ [3] — اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا۔

قرآن میں رؤیائے صالحہ یا اچھے خوابوں کے لیے بشریٰ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس کے معنی "خوشخبری" ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ [4]	یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ تو کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔ وہ (اللہ کے دوست ہیں) جو ایمان لائے اور پرہیز کرتے ہیں ان کے لیے دنیوی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی اللہ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

حضرت عطاء بن یسار (۱۹ھ - ۱۰۳ھ / ۶۳۹ء - ۷۲۱ء) سے روایت ہے کہ ایک مصری نے حضرت ابو الدرداءؓ (۳۲ھ / ۶۵۲ء) سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ" کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا "جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ہے تمہارے سوا صرف ایک شخص نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سورہ یوسف: ۳۶، ۴۱

[2] سورہ یوسف: ۴۳-۴۹

[3] سورہ فتح: ۲۷

[4] سورۂ یونس: ۶۲-۶۴

سے پوچھا تو آپ نے فرمایا "جب سے یہ آیت نازل ہوئی اس وقت سے تمہارے سوا اس کے بارے میں کسی نے نہیں پوچھا یہ اچھا خواب ہے جسے مسلمان دیکھے یا مسلمان کے لیے دیکھا جائے۔[۱]

اسی مفہوم میں ایک اور روایت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (۲۲ – ۹۴ھ / ۶۴۲ – ۷۱۲ء) سے یوں نقل کی گئی ہے کہ حضرت عبادہؓ بن الصامت (۳۸ ق ھ – ۳۴ھ / ۵۸۶ – ۶۵۴ء) کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "لهم البشرى فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة" کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا "تم نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے متعلق تم سے پہلے کسی نے یا میری امت میں سے کسی نے سوال نہیں کیا ہے یہ (البشریٰ) اچھا خواب ہے جسے کوئی مسلمان دیکھتا ہے یا کسی دوسرے مسلمان کے لیے دیکھا جاتا ہے[۲]

امام حاکم نیشاپوری (۳۲۱ – ۴۰۵ھ / ۹۳۳ – ۱۰۱۴ء) بھی ان دونوں حدیثوں کو المستدرک میں لے آئے ہیں[۳]۔
امام احمد بن حنبل (۱۶۴ – ۲۴۱ھ / ۷۸۰ – ۸۵۵ء) نے المسند میں حضرت عبادہ بن صامت والی حدیث روایت کی ہے[۴]
امام دارمی (۱۸۱ – ۲۵۵ / ۷۹۷ – ۸۶۹ء) نے سنن الدارمی اور امام ابن ماجہ (۲۰۹ – ۲۷۳ھ / ۸۲۴ – ۸۸۷ء) نے بھی سنن ابن ماجہ میں حضرت عبادہ بن الصامت والی حدیث نقل کی ہے[۵]

دونوں حدیثوں میں بشریٰ کی جو تفسیر کی گئی ہے اس کی تائید دوسری حدیثوں سے بھی ہوتی ہے۔ امام مالک

---

[۱] سنن الترمذی۔ کتاب الرؤیا باب ۳ قولہ "لهم البشرى فی الحیاة الدنیا" حدیث: ۲۲۷۳، ۴: ۵۳۴
[۲] سنن الترمذی۔ کتاب الرؤیا باب ۳ قولہ "لهم البشرى فی الحیاة الدنیا" حدیث: ۲۲۷۵، ۴: ۵۳۴ – ۵۳۵۔
[۳] المستدرک کتاب تعبیر الرؤیا ۴: ۳۹۱ [۴] امام احمد بن حنبل۔ المسند، دار صادر بیروت ۵: ۳۱۵، ۶: ۷۴، ۴۵۲
[۵] سنن الدارمی۔ کتاب الرؤیا باب قولہ "لهم البشرى فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة" حدیث: ۲۱۳۶، ۲: ۱۶۵
سنن ابن ماجہ۔ کتاب تعبیر الرؤیا باب "الرؤیا الصالحة یراها المسلم" حدیث: ۳۸۹۸، ۲: ۱۲۸۳

حضرت ابوالدرداء والی حدیث میں ایک راوی مجہول ہے باقی رجال ثقہ ہیں۔ اس معنی میں متعدد احادیث مروی ہیں جن سے اس حدیث کو تقویت ملتی ہے۔ حضرت عبادہ بن الصامت والی حدیث میں انقطاع ہے۔ یعنی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی ملاقات حضرت عبادہ بن الصامت سے ثابت نہیں ہے۔ امام ترمذی نے دونوں حدیثوں کو حسن کہا ہے۔ سنن الترمذی۔ کتاب الرؤیا حدیث: ۲۲۷۳، ۲۲۷۵، ۴: ۵۳۴ – ۵۳۵۔ حاکم حضرت عبادہ بن الصامت والی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے رجال شیخین کی شرط پر ہیں المستدرک، کتاب تعبیر الرؤیا ۴: ۳۹۱ ناصر الدین الالبانی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حضرت عبادہ سے دوسرے طرق سے بھی مروی ہے ان دوسرے طرق کی مجموعی حیثیت سے صحیح ہے دیکھئے: محمد ناصر الدین الالبانی۔ سلسلة الاحادیث الصحیحة، عمان اردن الطبعة الثانیہ ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء حدیث: ۱۷۸۶، ۴: ۳۹۲، ۳۹۲۔

(۹۳ - ۱۷۹ھ / ۷۱۲ - ۷۹۵ء) نے دوسری سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپؐ اس آیت "لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ" کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ (البشریٰ) رویائے صالحہ ہے جسے مرد صالح دیکھتا ہے یا اس کے لیے دیکھا جائے [1] اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں امام طبری (۲۲۴ - ۳۱۰ھ / ۸۳۹ - ۹۲۳ء) نے بروایت اعمش عن ابی صالح عن عطاء بن یسار عن ابی الدرداء بھی اسے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن اور قوی ہے [2] یہ حضرت ابوہریرہ (۲۱ق - ۵۹ھ / ۶۰۲ - ۶۷۹ء) سے بھی مرفوعاً مروی ہے اور اس کی سند "صالح" ہے [3]۔ امام طبری نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت یوں بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رویائے حسنہ ہی بشریٰ ہے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے دیکھا جائے" اس روایت کے بارے میں شیخ محمود محمد شاکر کہتے ہیں کہ صحیح الاسناد خبر ہے [4]۔

حدیث کے کثرت طرق کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام طبری نے ایسی چالیس احادیث و روایات نقل کی ہیں جن میں بشریٰ کی تفسیر رویائے صالحہ بتائی گئی ہے [5]۔ بعض طرق سے یہ حدیث قوی الاسناد، جید الاسناد اور صحیح الاسناد ہے [6] صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود (م ۳۲ھ / ۶۵۲ء) حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس (۳ق ھ - ۶۸ھ / ۶۲۰ - ۶۸۷ء) اور تابعین میں سے مجاہد (م ۱۰۰ھ / ۷۱۱ء) عروہ بن زبیر (۲۲ - ۹۳ھ / ۶۴۳ - ۷۱۲ء) یحییٰ بن ابی کثیر (م ۱۲۹ھ / ۷۴۷ء) ابراہیم نخعی (۴۶ - ۹۶ھ / - ۷۱۵ء) اور عطاء بن ابی رباح (۲۶ - ۱۱۴ھ / ۶۴۶ - ۷۳۲ء) نے بشریٰ کی تفسیر رویائے صالحہ (نیک خواب) بتائی ہے [7] مفسرین میں سے فراء (۱۴۴ - ۲۰۷ھ / ۷۶۱ - ۸۲۲ء) نے بشریٰ کی تفسیر میں رویائے صالحہ والی روایت نقل کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے قرآن میں کیے گئے وعدے بھی ہیں [8]

---

[1] الموطا۔ کتاب الرویا باب ما جاء فی الرویا حدیث ۵، ۲ : ۹۵۸

[2] ابوجعفر محمد بن جریر الطبری۔ جامع البیان تحقیق و تخریج محمود محمد شاکر : دار المعارف مصر ۱۹۶۱ء حدیث ۱۷۷۳۶، ۱۵ : ۱۳۵ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۱۷۸۶، ۴ : ۳۹۱ - ۳۹۲

[3] جامع البیان حدیث ۱۷۷۲۸، ۱۵ : ۱۳۱ [4] جامع البیان حدیث ۱۷۷۲۶، ۱۵ : ۱۳۰

[5] جامع البیان حدیث ۱۷۷۱۷ - ۱۷۷۵۷، ۱۵ : ۱۲۴ - ۱۴۱

[6] امام ابن الاثیر۔ جامع الاصول، تحقیق عبدالقادر ارناؤط، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۹ء ۲ : ۱۹۰ - ۱۹۱ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ حدیث : ۱۷۸۶، ۴ : ۳۹۲، جامع البیان حدیث ۱۷۷۲۶، ۱۵ : ۱۳۰ -

[7] امام اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔ تفسیر القرآن العظیم، دار الفکر العربی ۲ : ۴۲۴

[8] ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء۔ معانی القرآن۔ عالم الکتب بیروت الطبعۃ الثانیہ ۱۹۸۰ء ۳ : ۴۷۱

امام طبری نے مختلف اسناد سے ان روایات کو نقل کیا ہے جن میں بشریٰ کی تفسیر رویائے صالحہ بتائی گئی ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے وہ روایات بھی نقل کی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ بشریٰ سے مراد وہ بشارتیں ہیں جو مومنین کو موت کے وقت دی جاتی ہیں۔ انہوں نے ان دونوں کو جمع کرتے ہوئے کہا ہے کہ بہتر قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دنیوی زندگی میں خوشخبری کی جو خبر دی ہے تو دنیوی زندگی میں خوشخبری سے مراد رویائے صالحہ ہے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے دیکھا جائے اور بشریٰ میں وہ بشارتیں بھی شامل ہیں جو آخری وقت پر فرشتے مسلمان کو سناتے ہیں [1] امام ابن کثیر (۷۰۱ھ - ۷۷۴ھ / ۱۳۰۲ء - ۱۳۷۳ء) نے ان روایات کو اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جن میں بشریٰ کی تفسیر رویائے صالحہ بتائی گئی ہے۔ [2]

جن روایات یا اقوال میں بشریٰ کی تفسیر رویائے صالحہ بتائی گئی ہے۔ ان کی تائید ان دوسری صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں خواب کو مبشرات کہا گیا ہے حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات — نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔

الرؤیا الصالحۃ [3] — اچھے خواب۔

حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (آخری) بیماری کے دوران چادر ہٹائی۔ صفیں حضرت ابوبکر صدیق (۵۰ ق ھ - ۱۳ھ / ۵۷۳ - ۶۳۴ء) کے پیچھے کھڑی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا "نبوت کی خوشخبری والی چیزوں (مبشرات النبوۃ) میں سے صرف رویائے صالحہ باقی رہ گیا ہے جسے کوئی مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے کوئی دوسرا دیکھے [4]

اسی حقیقت کو آپؐ نے چند لفظوں میں یوں بیان فرمایا ہے۔

ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات [5] — نبوت چلی گئی مبشرات باقی رہ گئیں۔

---

[1] جامع البیان فی تفسیر البیان دار المعرفۃ بیروت لبنان الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء ۱۱ : ۹۹ - ۹۶

[2] تفسیر القرآن العظیم ۲ : ۴۲۳ - ۴۲۴، بعض مفسرین نے بشریٰ کی تفسیر وہ محبت اور نیک نامی بتائی ہے جو اولیاء اللہ کو لوگوں میں حاصل ہوتی ہے۔ [3] صحیح البخاری۔ کتاب التعبیر باب المبشرات حدیث : ۶۵۷۲، ۴م ۲ : ۱۰۱

[4] سنن ابن ماجہ۔ کتاب تعبیر الرویا باب الرؤیا الصالحہ حدیث ۳۸۹۹، ۲ : ۱۲۸۳

[5] سنن ابن ماجہ۔ کتاب تعبیر الرویا باب المبشرات حدیث : ۶۵۷۲، ۴م ۲ : ۱۰۱، المسند ۶ : ۳۸۱

مبشرات کے بارے میں ایک اور روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " میرے بعد نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ جائیں گی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا " اچھا خواب جسے کوئی مرد صالح دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے (یعنی اس کے لیے کوئی دوسرا دیکھے) نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے [1]

اچھے خواب کو اجزاء نبوت میں سے ۴۶ واں جز قرار دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔

الرؤیا الحسنة من الرجل الصالح جزءٌ من ستة واربعین جزءاً من النبوة۔	مرد صالح کا اچھا خواب نبوت کے ۴۶ اجزاء میں سے ایک جز ہوتا ہے۔

یہی ارشاد ان الفاظ میں بھی مروی ہے۔

رؤیا المومن جزءٌ من ستة واربعین جزءاً من النبوة	مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہوتا ہے۔

یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے شیخین کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی اس حدیث کو متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔

(باقی آئندہ)

---

[1] الموطا۔ کتاب الرؤیا باب ما جاء فی الرؤیا حدیث: ۲/۲: ۹۵۷۔

اس معنی میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ان میں خواب کو نبوت کے اجزاء میں سے ۲۴واں، ۲۵واں، ۲۶واں، ۲۷واں، ۴۰واں، ۴۲واں، ۴۴واں، ۴۵واں، ۴۶واں، ۴۷، ۴۹واں، ۵۰واں، ۷۰واں، ۷۲واں اور ۷۶واں جز کہا گیا ہے، دیکھئے ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، تعلیق طٰہٰ عبدالرؤف و مصطفیٰ محمد الهواری سید محمد عبدالمعطی۔ مکتبۃ الکلیات الازہریہ، القاہرہ مصر ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء کتاب التعبیر باب رؤیا الصالحین ۲۶: ۲۰۸۔ ۲۰۹۔

ان میں سے امام نووی (۶۳۱ - ۶۷۶ھ / ۱۲۳۳ - ۱۲۷۷ء) نے مسلم کی شرح میں ان تین روایات کو زیادہ مشہور مانا ہے جن میں خواب کو نبوت کا ۴۶واں، ۵۰واں اور ۷۰واں حصہ کہا گیا ہے دیکھئے، صحیح مسلم بشرح الامام النووی، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، کتاب الرؤیا ۱۵: ۲۰-۲۱ یہ تینوں روایات صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ دوسری روایات حدیث کی دوسری کتابوں میں ملتی ہیں امام نووی نے طبری کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ روایات کا اختلاف خواب دیکھنے والے کے حال کی طرف راجع ہے۔ مومن صالح کا خواب نبوت کا ۴۶واں اور فاسق کا خواب ۷۰واں جز ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خفی خواب نبوت کا ۷۰واں اور جلی ۴۶واں حصہ ہوتا ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم بشرح الامام النووی، کتاب الرؤیا ۱۵: ۲۱

(آخری قسط)

ہلال تاجی
ترجمہ: محمد راشد اصلاحی

زمخشریؒ — حیات وخدمات

زمخشری کی تصانیف

متقدمین میں کسی نے زمخشری کی جملہ تصانیف کا احاطہ نہیں کیا۔ ان کی تصنیفات کی سب سے مکمل فہرست یاقوت نے دی ہے۔[79] جس میں انہوں نے ان کی ۵۱ تصانیف کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے آخر میں "وَغَیْرُ ذٰلِکَ" کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ ہمارے زمانے میں زمخشری کی تصانیف کی سب سے مکمل فہرست وہ ہے جسے بہجۃ الحسنی نے تیار کیا ہے جن کو زمخشری پرسند کی حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے ان کے متعدد مخطوطات کی اشاعت بھی کی ہے۔ اپنی فہرست میں انہوں نے زمخشری کی ۶۰ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔[80] زمخشری کے مطبوعات اور مخطوطات کی طویل جستجو کے دوران مجھے ان کی ۷۶ کتابوں کا سراغ مل سکا ہے۔ جس کو میں نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ مطبوعہ مخطوط اور مفقود۔

زمخشری کی مطبوعہ تصانیف

۱۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل۔ یہ قرآن کریم کی تفسیر ہے زمخشری اس کی تالیف سے ۵۲۸ھ میں فارغ ہوئے۔ بروکلمان نے اس کے بہت سے مخطوطات اور متعدد شروح وتعلیقات اور مختصرات کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اس کے رد میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔[81] یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ انہیں میں مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ کا دوسرا ایڈیشن بھی ہے جو چار جلدوں میں ۱۹۵۶ء۔ ۱۹۵۸ء کے دوران شائع ہوا ہے۔ چوتھی جلد کے آخر میں ابن حجر عسقلانی کی "الکافی الشافی فی تخریج احادیث الکشاف" اور محمد علیان المرزوقی کی "الانصاف علی شواھد الکشاف"[82] یہ دونوں کتابیں بھی شامل ہیں۔ زمخشری کو اپنی اس تفسیر پر بہت ناز تھا چنانچہ اس کے متعلق وہ فخریہ کہتے ہیں۔[83]

---

[79] ارشاد الاریب ۷/۱۴۷-۱۵۱۔ [80] المحاجاۃ بالمسائل النحویۃ ص ۲۲-۴۳۔ تحقیق بہیجۃ حسنی۔ بغداد ۱۹۷۳ء [81] بروکلمان ۵/۲۱۶-۲۲۴۔

[82] عبدالجبار عبدالرحمن۔ ذخائر التراث العربی الاسلامی ۱/۵۵۲۔ البصرہ ۱۹۸۱ء

[83] بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۸۰۔

إن التفاسیر فی الدنیا بلا عدد — ولیس فیها لعمری مثل کشاف
إن کنت تبغی الھدی فالزم قرأته — فالجھل کالداء والکشاف کالشافی

۲۔ المفصل فی صنعة الاعراب یہ نحو میں زمخشری کی سب سے مشہور کتاب ہے۔ ۵۱۵ھ میں وہ اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ یہ کتاب کئی بار طبع ہو چکی ہے۔[۵۴]

۳۔ المحاجاة بالمسائل النحویة سیوطی نے اس کا نام: "الاحاجی النحویة" ذکر کیا ہے۔ بہیجة باقر الحسنی نے اس کی تحقیق وتصحیح کی ہے اور ۱۹۷۳ء میں بغداد سے شائع کیا ہے۔ بروکلمان نے اس کا ذکر "المحاجاة ومتمم مھام ارباب الحاجات فی الاحاجی والاغلوطات فی النحو" کے نام سے کیا ہے۔

۴۔ الانموذج فی النحو یہ نحو کی ایک مختصر کتاب ہے۔ زمخشری نے اس کا مفصل سے اختصار کیا ہے۔ یہ کتاب وزیر علی بن الحسین الاردستانی کے نام سے منسوب ہے۔ متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ اور اس کی کئی مطبوعہ شرحیں بھی ہیں۔[۵۵]

۵۔ القسطاس المستقیم فی علم العروض بہیجة باقر الحسنی نے تحقیق وتصحیح کے بعد ۱۹۷۰ء میں نجف سے اسے شائع کیا ہے۔ احمد بن حسن بن احمد النحوی الموصلی نے اس کی شرح لکھی ہے جس کا ایک مخطوطہ لیدن میں محفوظ ہے۔[۵۶]

۶۔ مقدمة الادب یہ عربی فارسی لغت ہے۔ زمخشری نے اسے اہل فارس کو عربی زبان سکھانے کے لیے لکھا تھا۔ امیر ابوالمظفر اتسز بن خوارزم شاہ کے نام یہ کتاب معنون ہے۔ ۱۸۴۳ء میں یہ کتاب مستشرق WETYSTEIN (وتزستاین) کی تحقیق سے لیپزگ سے شائع ہوئی۔[۵۷] اسی طرح یہ کتاب سید محمد کاظم کی تحقیق سے ۱۹۶۳ء۔ ۱۹۶۵ء کے دوران طہران سے دو جلدوں میں شائع ہوئی۔[۵۸]

۷۔ الفائق فی غریب الحدیث اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ ابن اثیر[۵۹] اور ابن حجر[۶۰]

---

[۵۴] دیکھیے: ذخائر التراث العربی ۵۵۳/۱ وبروکلمان ۲۲۴/۵

[۵۵] ذخائر التراث ۵۵۰/۱ وبروکلمان ۲۲۷/۵۔۲۲۹۔ [۵۶] بروکلمان ۲۲۹/۵۔

[۵۷] یوسف الیان سرکیس۔ معجم المطبوعات العربیة ص ۹۶۲۔ [۵۸] ذخائر التراث ۵۵۳/۱۔

[۵۹] مقدمة "النھایة فی غریب الحدیث والاثر"، تالیف المبارک بن محمد الجزری۔ تحقیق الزاوی ومحمود الطناحی مطبوعہ ۱۳۸۳ھ ۹/۱، [۶۰] لسان المیزان ۴/۶

نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ ایک سے زائد بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کا سب سے اچھا اڈیشن ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۱ء میں البجاوی اور ابو الفضل کی تحقیق سے چار جلدوں میں قاہرہ سے شائع ہوا ہے۔

۸۔ اساس البلاغة مجاز اور استعارہ سے متعلق یہ ایک بہت عمدہ لغت ہے۔ متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔[۹۱] اس کے متعدد مخطوطات موجود ہیں جن کا ذکر بروکلمان نے کیا ہے۔[۹۲]

۹۔ الجبال والامکنة والمیاہ یہ ایک جغرافیائی لغت ہے اور ایک سے زائد بار طبع ہو چکا ہے اس کی آخری اور سب سے اچھی اشاعت وہ ہے جو ابراہیم السامرائی کی تحقیق سے ۱۹۸۰ء میں "الامکنة والمیاہ والجبال" کے عنوان سے بغداد سے شائع ہوئی ہے۔ اس کی تدوین میں آستانہ میں احمد ثالث کی لائبریری میں موجود مخطوطات میں سے دو پر اعتماد کیا گیا ہے۔[۹۳]

۱۰۔ النصائح الکبار اس کا دوسرا نام "المقامات" بھی ہے۔ یہ زمخشری کے پچاس خطبات کا مجموعہ ہے۔ زمخشری نے ۵۱۲ھ میں شدید مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اس کی تالیف کی تھی۔ یہ کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ زمخشری نے اس کی ایک شرح بھی لکھی تھی جو اسی کے ساتھ چھپی ہے۔[۹۴]

۱۱۔ مسألة فی کلمة الشهادة بہیجة حسنی نے ۱۹۶۸ء میں بغداد سے شائع کیا ہے۔

۱۲۔ خصائص العشرة الکرام البررة اسے بھی بہیجة حسنی نے ۱۹۶۸ء میں بغداد سے شائع کیا ہے۔

۱۳۔ المستقصی فی امثال العرب یہ ضرب الامثال کی ایک لغت ہے۔ ۱۳۸۱ھ میں محمد عبدالمعین خان کی تحقیق سے حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ اس کے بہت سے مخطوطات موجود ہیں۔[۹۵]

۱۴۔ الکلم النوابغ مسجع نصائح وحکم کا مجموعہ ہے۔ ۱۷۷۲ء میں جان جاک شولتنز J.J SCHULTENS (۱۷۱۶ء۔ ۱۷۷۸ء) نے جرمن ترجمے کے ساتھ اسے شائع کیا۔ ۱۸۷۱ء میں دی مینار DE MEYNARD نے فرانسیسی ترجمے کے ساتھ پیرس سے شائع کیا۔ اس کے متعدد غیر تحقیقی اڈیشن شائع ہو چکے ہیں جن میں عبدالحمید احمد حنفی کا قاہرہ اڈیشن بھی شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ الویس سپرنجر ALOYS SPRENGER کی شرح بھی ہے جس میں مشکل الفاظ کی توضیح وتشریح کی گئی ہے۔ اس کا

۹۱ے ذخائر التراث ۱/۹۴۹، ۹۲ے بروکلمان ۵/۲۳۱

۹۳ے الذخائر ۱/۵۵۰-۵۵۱ وبروکلمان ۵/۲۳۱ ۹۴ے ایضاً ۱/۵۵۳ وبروکلمان ۵/۲۳۱، ۲۳۲

۹۵ے بروکلمان ۵/۲۳۲

سب سے اچھا اڈیشن وہ ہے جسے بہجۃ حسنی نے سعودی عرب سے شائع ہونے والے "مجلہ العرب" کے ۱۹۷۱ء کے نویں اور دسویں شمارے میں شائع کیا ہے۔[96]

۱۵۔ ربیع الابرار: یہ ایک ضخیم ادبی انسائیکلوپیڈیا ہے جسے سلیم نعیمی نے بغداد سے چار جلدوں میں شائع کیا ہے لیکن فہرست نہ ہونے کی وجہ سے اس کی افادیت میں بہت کمی ہوگئی ہے اس کے متعدد مخطوطات اور مختصرات ہیں جن کا ذکر بروکلمان نے کیا ہے۔[97]

۱۶۔ اطواق الذھب۔ یا "النصائح الصغار": یہ زمخشری کے سو مقالات کا مجموعہ ہے اس میں انہوں نے ظلم و فسادات کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی تلقین کی ہے اور عدل و احسان کو اختیار کرنے کی دعوت دی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں اس کتاب کو جوزیف نون ہامر J. VON HAMMER نے جرمن ترجمہ کے ساتھ فینا سے شائع کیا۔ اور دی بینار نے ۱۸۷٦ء میں فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ پیرس سے شائع کیا۔ اس کے کئی غیر محقق اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بروکلمان نے اس کے مخطوطات کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کے مخطوطات کا ذکر کیا ہے جن میں اس کی پیروی کی گئی ہے۔[98]

۱۷۔ القصیدۃ البعوضیۃ: بہجۃ حسنی نے اسے ۱۹٦۷ء میں مجلہ "الاستاذ" بغداد میں شائع کیا۔

۱۸۔ اعجب العجب فی شرح لامیۃ العرب: یہ شنفری کے قصیدہ "لامیۃ" کی شرح ہے متعدد بار طبع ہو چکی ہے ان میں اس کا وہ اڈیشن بھی شامل ہے جو ۱۳۹۲ھ میں دار الوراقۃ سے شائع ہوا ہے۔[99]

۱۹۔ المفرد والمؤلف فی النحو: بہجۃ حسنی نے اسے "المجمع العلمی العراقی" بغداد کی جلد ۱۵، ۱۹٦۷ء میں شائع کیا۔

۲۰۔ الدر الدائر المنتخب من کنایات واستعارات وتشبیہات العرب۔ بہجۃ حسنی نے اسے بھی "المجمع العلمی العراقی" بغداد کی جلد ۱٦، ۱۹٦۸ء میں شائع کیا۔

۲۱۔ استجازۃ الحافظ السلفی الشیخ الزمخشری: یہ دو اجازتیں ہیں۔

---

[96] مخطوطات اور شرح کے لیے دیکھئے۔ بروکلمان ۵/۲۳۲۔۲۳۳۔

[97] بروکلمان ۵/۲۳۴۔۲۳۵۔ [98] ایضاً ۵/۲۳۵۔۲۳۷۔

[99] ذخائر التراث العربی ۱/۵۵۰

جنہیں بہجۃ حسنی نے مجلہ "المجمع العلمی العراقی"، ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء میں شائع کیا ہے

۲۲۔ المفرد فی غریب القرآن[۱۰۰] یہ کتاب ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں مصطفی البابی حلبی قاہرۃ سے شائع ہوئی۔

زمخشری کی غیر مطبوعہ تصانیف

۲۳۔ دیوانِ شعر۔ اس کے بعض مخطوطات کا ذکر "دیوان" کے نام سے بروکلمان نے کیا ہے[۱۰۱] اس کا ایک مخطوطہ "بستان العقلاء و دیوان الادباء" کے نام سے صنعاء میں مخطوطات آل حمید الدین میں موجود ہے میں نے مجمع علمی عراقی میں اس کے دو مخطوطات کی فوٹو کاپیاں دیکھی ہیں۔ پہلا تو وہ ہے جسے معہد المخطوطات العربیۃ نے دار الکتب المصریہ سے عکس لیا تھا۔ مجمع میں اس کا نمبر شمار ۶۷۳ ہے۔ دوسرا مکتبہ رئیس الکتاب آستانہ کا عکس ہے۔ اس کا نمبر شمار مجمع میں ۷۷۳ ہے۔ بہجۃ حسنی نے "المحاجاۃ بالمسائل النحویۃ" کے مقدمہ میں لکھا تھا کہ انہوں نے اس دیوان کی تحقیق و تصحیح کا کام مکمل کر لیا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ شائع نہیں ہو سکا ہے۔

۲۴۔ قصیدہ فی سؤال الغزالی عن جلوس اللہ علی العرش و قصور المعرفۃ البشریۃ اس کا ایک مخطوطہ برلن میں ہے جس کا نمبر ۷۶۸۸ ہے[۱۰۲]

۲۵۔ نزھۃ المستأنس و نہزۃ المقتبس اس کا ذکر یاقوت نے کیا ہے[۱۰۳] اس کا ایک مخطوطہ آیا صوفیہ آستانہ میں موجود ہے جس کا نمبر ۴۳۱۷ ہے[۱۰۴]۔ بہجۃ حسنی نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ ربیع الابرار کا اختصار ہے۔ اور مخطوطہ ۸۳۸ھ کا لکھا ہوا ہے[۱۰۵]۔

۲۶۔ مختصر الموافقۃ بین اھل البیت والصحابۃ اس کا ایک مخطوطہ مکتبہ احمد تیمور پاشا قاہرہ میں ہے[۱۰۶]

۲۷۔ المنہاج فی الاصول اس کا ذکر یاقوت[۱۰۷]، ابن خلکان[۱۰۸] اور ابن تطلوبغا[۱۰۹] وغیرہ

---

[۱۰۰] ایضاً ۱/۵۵۳
[۱۰۱] بروکلمان ۵/۲۲۷
[۱۰۲] ایضاً ۵/۲۳۷
[۱۰۳] ارشاد الاریب ۷/۱۵۱
[۱۰۴] بروکلمان ۵/۲۳۷
[۱۰۵] المحاجاۃ ص ۹۲
[۱۰۶] بروکلمان ۵/۲۳۸
[۱۰۷] ارشاد الاریب ۷/۱۵۰
[۱۰۸] وفیات الاعیان ۵/۱۶۹
[۱۰۹] تاج التراجم ص ۷۱

نے کیا ہے۔ بروکلمان نے مدینہ منورہ میں موجود اس کے ایک نسخے کا ذکر کیا ہے [110] جس کا نمبر شمار ۱۵/۶ ہے

۲۸۔ نکت الاعراب فی غریب الاعراب اس کا ایک مخطوطہ دارالکتب المصریۃ میں ہے جس کا ذکر بروکلمان نے کیا ہے۔ [111]

۲۹۔ الکشف فی القرأات اس کا ایک نسخہ مکتبۃ رباط سید عثمان، مدینہ منورہ میں ہے۔ بروکلمان نے اس کا ذکر کیا ہے۔ [112]

۳۰۔ رسالۃ التصرفات اس کا ایک مخطوطہ المکتب الہندی میں ہے جس کو بروکلمان نے ذکر کیا ہے [113] اس پر محمد عصمت اللہ بن محمود نعمت اللہ کا حاشیہ بھی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ شاید یہ وہی کتاب ہے جس کو اسماعیل پاشا نے "طلبۃ العفاۃ فی شرح التصرفات" کے نام سے ذکر کیا ہے [114]

۳۱۔ رسالۃ فی المجاز والاستعارۃ اس کا ایک مخطوطہ طہران میں ہے جس کا ذکر بروکلمان نے کیا ہے۔ [115] میرے خیال میں غالباً یہ وہی کتاب ہے جس کو بہیجۃ حسنی نے "الدر الدائر المنتخب فی کنایات واستعارات وتشبیہات العرب" کے نام سے شائع کیا ہے اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے

۳۲۔ تعلیم المبتدی وارشاد المقتدی اس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریۃ میں ہے جس کا نمبر ۴۵۲۴س ہے۔ [116]

۳۳۔ رؤس المسائل فی الفقہ ابن خلکان نے اس کا ذکر کیا ہے [117] اس کا ایک مخطوطہ چیسٹر بیٹی لائبریری، ڈبلن میں ہے جس کا نمبر ۳۶۰۰ ہے۔ [118]

۳۴۔ شرح ابیات کتاب سیبویہ اس کا ایک مخطوطہ احمد الثالث لائبریری آستانہ میں موجود ہے۔ [119]

۳۵۔ شرح المفصل یاقوت کے مطابق اس کا نام "حاشیۃ علی المفصل" ہے۔ [120] اور سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں اس کا نام "شرح بعض مشکلات المفصل" [121] لکھا ہے

---

[110] بروکلمان ۲۳۱/۵ [111] ایضاً ۲۳۸/۵ [112] ایضاً ۲۳۸/۵

[113] ایضاً ۲۳۸/۵ [114] ایضاح المکنون ۸۶/۲

[115] بروکلمان ۲۳۸/۵ [116] المعاجاۃ ص ۲۸ [117] وفیات الاعیان ۱۶۹/۵

[118] الزرکلی۔ الاعلام۔ المستدرک الثانی ص ۲۴۱۔ اب یہ کتاب دارالبشائر الاسلامیہ بیروت سے چھپ گئی ہے۔ [119] المعاجاۃ ص ۳۲

[120] الارشاد ۱۵۱/۷ [121] البغیۃ ۲۸۰/۲

اس کا ایک مخطوطہ چیسٹر بٹی لائبریری میں ہے جس کا نمبر ۳۲۶۵ ہے۔ دوسرا فینا ہے جس کا نمبر ۱۵۰۴ ہے اور تیسرا لیڈن میں ہے جس کا نمبر ۱۶۱۴ ہے۔[122]

۳۶۔ المنتقی من شرح شعر المتنبی للواحدی اس کا ایک نسخہ مکتبہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں ہے جس کا نمبر ۷۹۵ ہے اس کا سال کتابت ۶۳۳ھ ہے اور ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔[123]

زمخشری کی وہ تصانیف جو دستیاب نہیں

۳۷۔ الاسماء فی اللغۃ اس کے متعلق احمد محمد الحوفی نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ ان کی کتاب "مقدمۃ الادب" کا ایک حصہ ہے۔[125] ان کا یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ یاقوت نے ان دونوں کتابوں کا دو مستقل کتابوں کی حیثیت سے ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔

۳۸۔ الاجناس ۳۹۔ الامالی فی النحو ۴۰۔ جواھر اللغۃ۔

۴۱۔ دیوان التمثیل۔ ۴۲۔ دیوان خطب۔ ۴۳۔ دیوان رسائل

۴۴۔ متشابہ اسماء الرواۃ۔ ۴۵۔ الرسالۃ الناصحۃ۔

۴۶۔ رسالۃ المسألۃ۔ ۴۷۔ الرائض فی الفرائض۔ ۴۸۔ معجم الحدود

۴۹۔ ضالۃ الناشد۔ ۵۰۔ عقل الکل۔ ۵۱۔ صمیم العربیۃ۔ ۵۲۔ سوائر الامثال

۵۳۔ تسلیۃ الضریر۔ ۵۴۔ رسالۃ الاسرار۔ ۵۵۔ شافی العی من کلام الشافعی

۵۶۔ شقائق النعمان فی حقائق النعمان فی مناقب الامام ابوحنیفۃ۔ ۵۷۔ المفرد والمرکب فی العربیۃ مذکورہ تمام کتابوں کا ذکر یاقوت الحموی نے کیا ہے۔[126]

۵۸۔ دیوان المنظوم زمخشری نے اس کا تذکرہ ربیع الابرار میں کیا ہے اور اس کے بارے میں فخریہ اشعار بھی کہے ہیں۔

۵۹۔ اساس التقدیس فی التوحید اسماعیل پاشا بغدادی نے اس کا ذکر "ایضاح المکنون" میں کیا ہے نیز درج ذیل تمام کتابوں کا ذکر ہدیۃ العارفین ۲/۴۰۲ میں ہے۔

۶۰۔ المختلف والمؤتلف السلفی نے اس کا ذکر المجمع العلمی العراقی جلد ۳۲/۱۸۴ میں کیا ہے

---

[122] بروکلمان ۵/۲۲۵ والمحاجاۃ ص۳۲ [123] الاعلام ۱۰/۲۳۴ طبع قاہرۃ ۱۹۵۴ء ۱۹۵۹ء

[124] الارشاد ۷/۱۵۱ [125] احمد الحوفی۔ الزمخشری ص۶۱ قاہرۃ ۱۹۶۶ء

[126] یاقوت۔ الارشاد ۷/۱۵۱

۶۱۔ اسرار المواضع ہوسکتا ہے یہ وہی کتاب ہو جس کو یاقوت نے "رسالۃ الاسرار" کے نام سے ذکر کیا ہے۔

۶۲۔ الرسالۃ المیکیۃ ۔ ۶۳۔ زیادات النصوص ۔ ۶۴۔ شرح مختصر القدوری

۶۵۔ کلمات العلماء ۔ ۶۶۔ مناسک الحج ۔ ۶۷۔ نصائح الملوک ۔

ہوسکتا ہے یہ وہی کتاب ہو جس کا ذکر "الرسالۃ الناصحۃ" کے نام سے اوپر گزرا ہے۔

۶۸۔ صحیح العربیۃ" میرے خیال میں ہوسکتا ہے یہ وہی کتاب ہو جس کا ذکر صمیم العربیۃ کے نام سے ابھی گزرا ہے۔

۶۹۔ المدخل فی النحو صاحب عقود الجوہر نے اس کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے حوالے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

زمخشری اور شعوبیت

مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ شعوبیت ایک دینی اور سیاسی تحریک تھی جو اہل عرب اور ہر وہ چیز جو عرب سے تعلق رکھتی ہو جیسے عربی زبان وادب تہذیب وثقافت اور دین وحکومت سے سخت عناد رکھتی تھی۔ اور بہت سے غیر عرب مسلمان ایسے تھے جو اس تحریک کے مخالف تھے۔ جنہوں نے علی الاعلان اپنی مخالفت کا اظہار کیا اور عربوں کی قابل فخر روایات ان کی تاریخ اور ان کی زبان کا دفاع کیا۔ علامہ زمخشری بھی انہیں لوگوں میں شامل ہیں۔ چونکہ معتزلہ نے شعوبیین کی مخالفت اور اسلام کے دفاع کا بیڑا اٹھایا، اس لیے بحیثیت معتزلی زمخشری کے لیے اس فکر کو اپنانا اور اس کا دفاع کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "المفصل فی صناعۃ الاعراب" میں جس کی تالیف سے وہ ۵۱۵ھ میں فارغ ہوتے، کہتے ہیں۔ "میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے عربیت کے علماء میں شامل فرمایا ہے اور عرب کی حمایت وعصبیت کے لئے غصہ وغیرت ہونا میری فطرت کا حصہ بنا یا۔ نیز ان کی حمایت سے دستبرداری اور اپنے لیے کسی الگ امتیازی مقام کا حصول میرے لیے ناممکن بنا دیا۔ اسی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ناممکن بنا دیا کہ میں شعوبیین کی جماعت میں شامل ہو جاؤں اور اس کے ذریعہ عزت وبلندی حاصل کرلوں اور اس نے مجھ کو ان کے مذہب سے بچا لیا جس میں لعن اور طعن کے سوا کچھ اور نہیں"۔

وہ مزید لکھتے ہیں "شاید جو لوگ عربی زبان کی تحقیر کرتے ہیں اس کی قدر ومنزلت کو گھٹاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جو عزت وبلندی عطا کی ہے کہ اس نے اپنا سب سے افضل رسول اور اپنی سب سے منتخب کتاب عجم کے بجائے عرب میں نازل فرمایا، اس کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگ شعوبیت

کی گمراہی سے بچ نہیں سکتے اس لیے کہ راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں اور واضح حق کے مخالف ہیں۔

ان کی ہٹ دھرمی اور ناانصافی سخت حیرت کی باعث ہے حالانکہ علوم اسلامی میں سے کوئی بھی علم ایسا نہیں ہے جو عربی زبان کا محتاج نہ ہو چاہے وہ فقہ ہو، علم کلام ہو، تفسیر ہو یا حدیث۔ یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ زبان و بیان کے اصول وضوابط اور اس کے مسائل کے بارے میں جب بھی گفتگو کریں گے تو لامحالہ علم اعراب کا حوالہ ضرور دیں گے۔ تفاسیر کی صورت میں حال یہ ہے کہ وہ سیبویہ اخفش، کسائی اور فراء وغیرہ بصری اور کوفی نحویوں کی روایات سے بھری ہوئی ہیں۔ اور نصوص کے مفہوم و مدعا تک پہنچنے کے لیے یہ لوگ انہیں کے اقوال سے مدد لیتے ہیں اور انہیں کی تاویلات کو اختیار کرتے ہیں۔ عربی زبان ہی کے ذریعہ یہ لوگ خود علم حاصل کرتے ہیں، اسی میں گفتگو کرتے ہیں۔ درس و تدریس اور بحث و مناظرہ بھی اسی زبان میں کرتے ہیں۔ اسی میں وہ لکھتے ہیں اور اسی میں ان کے حکام دستاویزات اور فرامین لکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ جہاں کہیں بھی جائیں اور جو کچھ بھی کریں عربی کا تعلق ان کے ساتھ ایسا ہے کہ اس سے دامن کش ہونا ان کے لیے ممکن نہیں ہے۔

تعصب کی عینک لگا کر عربی زبان کی افضلیت کا انکار کرنے والوں کے سلسلے میں علامہ زمخشری رقم طراز ہیں: ”در واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ عربی زبان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔ اس کے مقام و مرتبہ کو چھپاتے ہیں۔ اس کی عظمت و وقار کو کم کرتے ہیں اور اس کی تعلیم و تعلم سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے اوپر یہ مثال بالکل صادق آتی ہے ”جس پیالے میں کھائیں اسی میں چھید کریں۔“ ان کا ادعا یہ ہے کہ ان کو عربی زبان کی کوئی ضرورت نہیں حالانکہ اس سے انہیں چارہ کار نہیں۔

شعوبیت کی مخالفت اور عرب اور عربیت سے حاصل ہونے والے منافع کے سلسلے میں ان کے رجحانات کا اندازہ ان کی کتاب ”مقدمۃ الادب“ کے مقدمہ سے ہوتا ہے۔

”اس اللہ کا شکر ہے جس نے تمام زبانوں پر عربی زبان کو فضیلت دی جس طرح اس نے تمام سابقہ کتابوں پر قرآن کریم کو فضیلت دی۔ درود و سلامتی ہو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی آل پر جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عرب میں سب سے افضل ہیں۔“

زمخشری کے غیر مطبوعہ دیوان کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہوگا کہ عرب قوم سے انہیں گہری محبت تھی جس پر انہیں فخر تھا۔ وہ اسلام کی نشر و اشاعت میں اس کے تاریخی کردار کی تعریف کرتے ہیں اور عربی زبان پر جو کہ قرآن کریم کی زبان ہے، وہ فخر کرتے ہیں۔ ان سب کے علاوہ انہوں نے اپنے دیوان میں عصبیت کا

بقیہ ص ۶۳

ALSO APPROVED IN AMERICA BY U.S. ENVIRONMENTAL PROTECTION AGENCY WASHINGTON D.C.

جاپان کی وزارت صحت سے منظور شدہ

عالم اسلام

(جناب مولانا زاھد الراشدی)

(ایک نئے سلمان رشدی ڈاکٹر نصر حامد ابوزید کے بارے میں العالم الاسلامی کی رپورٹ کا خلاصہ پیش خدمت ہے تاکہ مغربی میڈیا اگر اپنے مزاج اور روایات کے مطابق اس مسئلہ کو موضوع بحث بنائے تو اصل صورت حال آپ کے سامنے ہو۔ "ابو عمار زاہد الراشدی")

رابطہ عالم اسلامی کے مجلّہ "العالم الاسلامی" مکہ مکرمہ مورخہ ۷ تا ۱۳ اگست ۹۵ میں قاہرہ یونیورسٹی کے پروفیسرڈاکٹر نصر حامد ابو زید کے بارے میں شائع شدہ رپورٹ کے اہم اقتباسات

○ ڈاکٹر نصر حامد ابو زید قاہرہ یونیورسٹی کے کلیۃ الآداب میں اسسٹنٹ پروفیسر ہے اور اس کی بیوی ڈاکٹر ابہتال یونس بھی قاہرہ یونیورسٹی کی استاذ ہے۔

○ ڈاکٹر نصر حامد ابو زید نے اپنی متعدد تصانیف میں قرآن کریم کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے جس کے اہم اقتباسات درج ذیل ہیں۔

وقد ان اوان المراجعة والانتقال الى مرحلۃ التحرر من سلطة النصوص و حدها بل من كل سلطة تعوق مسيرة الانسان علينا ان نقوم بها الان قبل ان يجرفنا الطوفان

اور اب وقت آگیا ہے کہ خالی نصوص کی بالادستی سے آزادی کے مرحلہ کی طرف رجوع کیا جائے بلکہ ہر اس بالادستی سے جو انسان کے سفر میں حائل ہوتی ہے ہم پر لازم ہے کہ اس سے پہلے ہم کھڑے ہو جائیں کہ طوفان ہمیں لے ڈوبے۔

ان القرآن لا يجتمع هو والعقل ابدا فاذا وجد العقل الغى النص واذا وجد النص الغى العقل

قرآن اور عقل کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اس لئے کہ جب عقل ہو گی تو نص باطل ہو جائے گی اور جہاں نص ہوگی وہاں عقل باطل ہو جائے گی۔

الاسلام دين عربى بل هواهم مكونات العروبه و اساسها الخضارى و الثقافى

اسلام عربی دین ہی بلکہ عربی ثقافت و معاشرت کی تشکیل کے اسباب میں اہم سبب ہے ۔

ان النص ہو القرآن و السنة و انه لم یعد صالحا لزماننا کتبه رجل عاش فی الصحراء یرکب الجمل والبغل و الحمار و یعیش فی خیمة منذخمسة عشرقرنا فکیف یصلح لمن یرکب سفینة الفضاء

نص قرآن اور سنت کا نام ہے اور ہمارے زمانے کے لئے قابل عمل نہیں ہے جسے ایسے شخص نے لکھا ہو جو صحراء میں رہتا تھا اونٹ ' خچر اور گدھے پر سوار ہوتا تھا پندرہ صدیوں کے بعد

اس شخص کے لئے کیسے قابل عمل ہو سکتی ہے جو ہوائی جہاز پر سوار ہوتا ہے ۔

ان کل معطیات هذالکتاب ماهی الاخرافات و اساطیر

اس کتاب نے جو کچھ دیا ہے وہ خرافات اور داستانوں کے سوا کچھ نہیں ۔

ان سبب ضیاعنا اننا نقدس متعصبین لعروبتنا هذا الکتاب وانصح بنی قومی ان یسقطوا من نفوسهم قدسیة القرآن و ان یتعملوا معه کی کلام عادی فان هذالکتاب قد قدسناء الی حد اننا اصبحنا عبید الخرافات و اساطیر

ہمارے زوال کا سبب یہ ہے کہ ہم نے عرب عصبیت میں اس کتاب کو مقدس قرار دے دیا اور میں اپنی قوم کے نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ قرآن کے تقدس کو اپنے دلوں سے نکال دیں ہم نے اس کو حد سے زیادہ مقدس بنا دیا ہے اور خرافات اور داستانوں کے غلام بن کر رہ گئے ہیں ۔

اذا اردتم یا بنی قومی ان ترکبوا اطباق الفضاء فتخلوا عن خرافات ساکن الصحراء

اے میری قوم کے نوجوانو ! اگر تم فضا کی بلندیوں پر اڑنا چاہتے ہو تو صحراء نشین کی خرافات سے پیچھا چھڑاؤ ۔

ان الاسلام ظلم المراة و جعلها ترث نصف الرجل

بیشک اسلام نے عورت پر ظلم کیا ہے اور اسے نصف مرد کا وارث بنایا ہے ۔

انهم یدعون ان هناک ملائکة وقد حاربوا مع محمد فی بدر و غیر ها فاین هم الآن فی البوسنة و الهرسک والشیشان ؟

یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہاں فرشتے ہیں جو بدر اور دوسری جنگوں میں محمدؐ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے تو اب وہ بوسنیا وار چیچنیا میں کہاں ہیں ؟

من العجیب انه ما ذال منا من یومن بان الله فی السماء وله عرش وله کرسی و هناک حملة العرش

عجیب بات یہ ہے کہ ہم میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ آسمان میں ہے اور اس کا عرش ہے اور اس کی کرسی ہے اور وہاں عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں ۔

○ ڈاکٹر نصر حامد ابو زید کی جن کتابوں سے اقتباسات دیئے گئے ہیں ان کے نام یہ ہیں ۔

١ - "مفهوم النص دراسة فی علوم القرآن" (٢) الامام الشافعی و تاسیس الا یدلو جیة الوسطیة

٣ - نقد الخطاب الدینی (٤) سلطان النص فی مواجهة العقل

○ الاستاذ محمد عبدالصمد نے تیرہ وکلاء کے گروپ کے ساتھ فیملی کورٹ میں ڈاکٹر نصر حامد ابو زید کے خلاف دعویٰ دائر کیا کہ چونکہ ڈاکٹر ابو زید قرآن کریم کے خلاف اس ہرزہ سرائی کی وجہ سے مرتد ہو گیا ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اس لئے زوجین میں تفریق کا حکم جاری کیا جائے ۔

○ فیملی کورٹ کے جج ڈاکٹر فاروق عبدالحکیم نے مقدمہ کی طویل سماعت کے بعد ١٤ جون ٩٥ کو فیصلہ صادر کیا کہ ڈاکٹر ابو زید اپنی ان تحریرات کی وجہ سے مرتد ہے اور ڈاکٹر ابتہال یونس اب اس کی بیوی نہیں رہی ۔

○ ڈاکٹر فاروق عبدالحلیم نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ وہ فیصلہ سے قبل حج بیت اللہ کے لئے حجاز مقدس گئے اور طواف کے دوران دعاؤں کے علاوہ انہوں نے استخارہ بھی کیا اور وہاں سے واپس آ کر یہ فیصلہ قلم بند کیا ۔

جناب حافظ راشد الحق سمیع کا یورپی اور ایشیائی ممالک کا دلچسپ سفرنامہ
قسط وار "الحق" کی قریبی اشاعتوں میں شائع ہو رہا ہے۔ (ادارہ)

سپاس نامہ

(ادارہ)

۸ اگست ۱۹۹۶ء کو راولپنڈی میں عظیم الشان علماء کنونشن منعقد ہوا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں جو سپاس نامہ پیش کیا گیا وہ نذر قارئین ہے (ادرہ)

آبروئے ملت قائد جمیعت ضیف مکرم حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

آج جمیعت علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن کی جانب سے علماء کنونشن میں آپ کی شمولیت جمیعت علماء اسلام علماء و مشائخ تمام حاضرین بالخصوص جمیعت علماء اسلام کے کارکنوں اور مخلصین کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز اور شرف و افتخار ہے کہ آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیتوں اور کثیر مشاغل کے باوجود ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور کنونشن میں قدم رنجہ فرما کر ہماری عزت افزائی فرمائی۔

گر قدم رنجہ کنی جانب کا شانہ ما
رشک فردوس شود از قدمت خانہ ما

قائد محترم

ملک بھر کے علماء جمیعت علماء اسلام کے کارکن اور تمام حاضرین مجلس اس بات پر مطمئن اور اپنے پروردگار کے بے حد شکر گزار ہیں کہ انہوں نے آپ جیسی علمی و دینی اور جرات مندانہ قیادت کی صورت میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی شیخ العرب و العجم مولانا حسین احمد مدنی شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ' قائد ملت مولانا مفتی محمود ' شیخ التفسیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی ' شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کے مشن کے تحفظ و بقا اور اس کے تسلسل کو باقی اور جاری رکھا ہے۔

اے سالار قافلہ حق جمیعت علماء اسلام کے باشعور کارکن اور ملک بھر کے دینی درد رکھنے والے مسلمان ملک میں نفاذ شریعت اور اسلامی اقدار کے فروغ میں آپ کی مخلصانہ مساعیٰ سے بخوبی واقف ہیں۔ شخصیت پرستی 'گروہی تعصب ' جتھہ بندی اور مفاد پرستی کی سیاست سے انہیں نفرت ہے۔ اصول پسندی صحیح پالیسی سے انہیں محبت ہے یہی وجہ ہے کہ آج جمیعت علماء اسلام کے کارکن ذاتی

مفادات ، حکومتی عنایات نام و نمود اور سرکاری حلقوں سے بھرپور استفادہ کے سنہری مواقع کے باوجود آپ کی ذات صفات اور جمیعت علماء اسلام کی قلندرانہ قیادت سے وابستہ ہیں۔

اے آبروئے ملت سب جانتے ہیں کہ مارشل لاء دور کی مجلس شوریٰ میں حدود زکواۃ قصاص ودیت اور مرزائیت کی بیخ کنی سے متعلق مسودات تیار کروانے ار حدود آرڈیننس زکواۃ آرڈیننس امتناع

قادیانیت آرڈیننس اور قصاص ودیت آرڈیننس کی راہ ہموار کرنے اور اس کے نامزد کرانے میں آپ کی پالیسی واضح اور آپ کا بنیادی کردار رہا اور یہ بھی کسی سے مخفی نہیں کہ آپ نے حضرت مولانا مفتی محمود کی وفات کے بعد لا دینی جماعتوں کے اتحاد ایم آرڈی میں شمولیت کو یکسر ٹھکرا کر علماء حق کے موقف کی لاج رکھی۔ یہی روایت اور اسی پالیسی پر الحمد للہ آج تک قائم ہے اور یہ بھی سب پر عیاں ہے کہ ایم آرڈی میں شامل ہو کر پی پی کے مردہ گھوڑے کی لاش میں روح پھونکنے کے جرم میں آپ شریک نہ ہوئے۔

اے وکیل شریعت یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ ایوان بالا سینٹ میں حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب اور آپ نے شریعت بل پیش کر کے برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کرنے والے کارکنوں کے لئے ایک نمونہ عمل قائم کیا تمام دینی جماعتوں کے اتحاد پر مشتمل بل کی تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے متحدہ شریعت محاذ قائم کرنا جس کے بانی اور روح رواں آپ تھے۔

اے مجاہد کبیر جہاد افغانستان پالیسی کے سلسلہ میں بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگائے تو جمیعت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے آپ نے جو انقلاب آفرین پالیس اختیار کی اس پر پوری ملت کو فخر ہے اس موضوع پر وزیراعظم جونیجو کی بلائی ہوئی گول میز کانفرنس میں آپ نے جس طرح حق کی ترجمانی کی اس سے دینی حلقوں کے وقار میں اضافہ ہوا اور قوم نے بجا طور پر اس کانفرنس کا آپ کو ہیرو قرار دیا۔

اے حق کے سپاہی ۔ بے نظیر کے پہلے دور حکومت میں نسوانی حکومت کے قیام و استحکام میں ہمارے مہربانوں کے کاندھے آگے بڑھ رہے تھے اور پوری قوم پریاس و قنوط اور مایوسی کا عالم طاری تھا یہ آپ ہی کی ذات گرامی تھی جس نے سیاسی مفادات اور جز وقتی نفع پسندی سے ہٹ کر خالص دینی نقطہ نظر سے سوچا اور اپنے فریضہ منصبی کا حق ادا کرتے ہوئے 27 فروری 1989ء کو متحدہ علماء کونسل تشکیل دی اور پوری قافلہ عزیمت کی خود رہبری اور قیادت کرتے ہوئے جانب منزل رواں دواں ہوئے۔

اے رہبر ما ہم سب جانتے ہیں کہ بے نظیر کی فسطائی حکومت سے ملک کو نجات دلانے میں آپ نے

کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اسلامی جمہوری اتحاد کی غرض بھی تو یہی تھی جس کی تشکیل میں آپ کا بنیادی کردار تھا اور جس کے روح رواں آپ ہی تھے ایک عظیم مقصد کے حصول اور ظلم و تشدد کی سیاہ رات سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ نے متوقع بلکہ موعودہ صدارت اور ایک عہدہ و منصب چھوڑ کر نواز شریف کو اس لئے نوازا کہ نسوانی حکومت کی فسطائیت کے خلاف ان کا حوصلہ بڑھے اور وہ زیادہ دل لگی سے کام کر سکیں مشن کی تکمیل اور اسلامی اہداف کے حصول میں اس نوعیت کی مثالیں کم بلکہ کالعدم ہیں

اے پاسدار شریعت ۔ ہمیں وہ دن بھی یاد ہے جب 7 اپریل 1988ء کو صدر ضیاء الحق مرحوم کا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب تھا۔ آپنے علماء کرام کا ایک احتجاجی قافلہ مرتب کیا ہر طرف سے بندش اور رکاوٹ کے باوجود حکمت و تدبر سے پارلیمنٹ ہاؤس پہنچے اور وقت کے بااختیار اور مطلق العنان حکمران کے ایوان میں ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعلان کیا کہ مجھے یا تو قتل کر دو یا پاؤں سے زمین پر روند ڈالو ہم شریعت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

گزشتہ دنوں شریعت ایکٹ 1991ء کے تحت پنجاب ہائی کورٹ نے پنجاب میں شراب خانوں کے لائسنس منسوخ کر دئے پوری قوم نے جہاں عدالت کے اس جرات مندانہ فیصلہ کو سراہا اور جسٹس ملک محمد قیوم کی غیرت ایمانی کی تحسین کی وہاں ملک بھر کے علماء مشائخ اور عامتہ المسلمین نے قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو بھی بھرپور خراج تحسین پیش کی کہ شریعت ایکٹ 1991ء کے اصل محرک و بانی وہی تھے ان کی بھرپور مساعی اور ان کے رفقاء کے تعاون اور دینی جماعتوں کی حمایت اور شریعت ایکٹ 1991ء گو ادھورا نا تمام ' اور ناقص سہی ' پارلیمنٹ سے منظور ہوا اور شراب خانوں پر پابندی اس کا نقد ثمرہ ہے اگر تمام عدالتیں اسی طرح جرات ایمانی سے کام لیتے ہوئے شریعت ایکٹ 1991ء کے تحت پورے ملک کے قوانین کا جائزہ لیں تو شریعت کی راہ میں کوئی طاقت رکاوٹ نہ بن سکے گی۔

اے زعیم ملت ظلم و جبر استبداد کے اس دور میں جب حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی نورا کشتی نے پوری قوم کو چکی کے دوپاٹوں میں پیس کر کے رکھ دیا ہے فرقہ واریت اور گروہی سیاست کے عفریت نے پوری قوم کو ہلاکت کے دھانے تک پہنچا دیا ہے آپ ہی کی ذات گرامی اور جرات مندانہ قیادت نے اسلامیان پاکستان کو ملی یکجہتی کونسل کے نام سے تمام دینی قوتوں کے اتحاد کا ایک مضبوط مستحکم اور وسیع ترین پلیٹ فارم مہیا کیا جس کے نافع اور عظیم تر نتائج قوم کے سامنے ہیں۔

اے قائد ما موجودہ سیاسی تناظر میں بعض سیاست کار بیوپاری بن چکے ہیں اور اپنے کاروبار کے چمکانے میں دینی اقدار اور اپنے اسلامی تشخص کی پرواہ کئے بغیر دنیا کے رذیل ترین مقاصد کے حصول کے لئے نسوانی حکومت کے تحفظ ہر ممکنہ خدمت و تعاون اور اس کے استحکام کی قسم کھائے بیٹھے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف کے بعض سیاست دان فنکار بن چکے ہیں۔ انہیں دینی مشن ' اسلامی اہداف ' مقصد حیات لائحہ عمل اور اسلامی انقلاب کی متقاضی جدوجہد سے سروکار نہیں انہیں صرف اپنے شو اور ڈرامہ سٹیج کرنے کی دھن ہے وہ بازار حسن میں آگے بڑھ کر اپنے فن کی داد لینا چاہتے ہیں اپنے اپنے اہداف میں ان دونوں انتہا پسند قوتوں نے دینی لحاظ سے قوم کو مایوس کر دیا تھا مگر

اے پاسدار **قوم و ملت** آپ کے پروقار شائستہ دھیمی مگر مستحکم غیر جانبدار مگر پائیدار اور خالص اسلامی انقلابی اور جذباتی کی بجائے عقل و شعور پر مبنی ٹھوس سیاسی پالیسی نے ارباب فکر و دانش کو آپ کا گرویدہ بنایا۔ آپ کے حوصلہ اور قوت فیصلہ سے قوم مطمئن پوری ملت متحد اور جمیعت کے کارکن سرشار ہیں۔ ہم آج پھر تجدید عہد کرتے ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ نفاذ شریعت کی جدوجہد کے میدان میں کسی بھی موڑ پر آپ اپنے کو تنہا نہیں پائیں گے۔

علماء حق کا یہ قافلہ حریت اور جمیعت کے لاکھوں کارکن قدم قدم پر آپ کے ساتھ رہیں گے اور آپ کے اشارہ آبرو کو اپنے لئے حکم سے کسی طرح بھی کم نہیں سمجھیں گے۔

والسلام قاری امین الحسنات

پرنسپل جامعہ عثمانیہ

محلہ ورکشاپی راولپنڈی

(بقیہ ص۵۴)

پرزور انداز میں رد بھی کیا ہے۔

یہ قصیدہ زمخشری نے اس وقت لکھا تھا جب عربی تہذیب وثقافت کے انحطاط کا زمانہ تھا اور خلافت عباسیہ دم توڑ رہی تھی۔ اس سے ان کی فکری پختگی اور عقیدے کی سلامتی، امت عرب اور عربی تہذیب وثقافت سے شدید محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ محبت ایسی تھی جس کو مختلف دینی اور سیاسی فتنے جو اس وقت عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوتے تھے ان کو اپنی جگہ سے ذرا بھی متزلزل نہ کر سکے۔ ان کے عرب اور عربیت کے بہترین دفاع کے صلہ میں اللہ تعالیٰ زمخشری پر اپنی بے پناہ رحمت نازل فرماتے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔

فرمانِ رسول..

حضرت علی ابنِ ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"جب میری اُمت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی"
"دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟" فرمایا:

- جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے۔
- امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے۔
- زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔
- شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے۔
- بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔
- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
- مساجد میں شور مچایا جائے۔
- قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
- آدمی کی عزت اس کی بُرائی کے ڈر سے ہونے لگے۔
- نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔
- مرد ابریشم پہنیں۔
- آلاتِ موسیقی کو اختیار کیا جائے
- رقص و سرود کی محفلیں سجائی جائیں
- اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہیئے کہ پھر وہ ہر وقت عذابِ الٰہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا اصحابِ سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی۔ باب علامات الساعۃ)